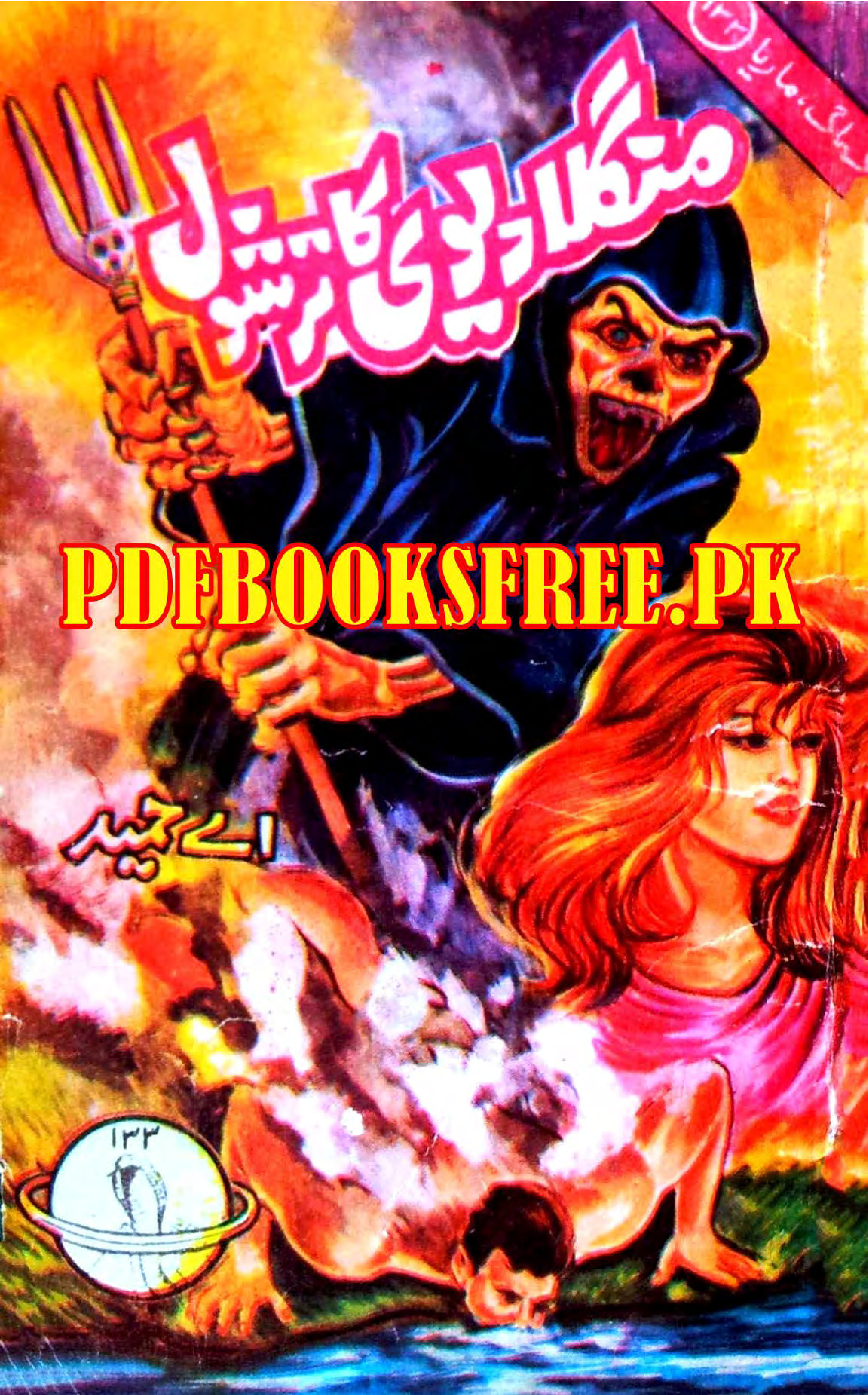
ماریا
منگلا دیوی کا ترشول
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید
۱۳۳

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

نیا مکتبہ اقرأ

عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

منگلا دیوی کا ترشول

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے دوستو!

اظہر حسین ذکی معرفت سردار علی مکان نمبر A۶۶۲/۱۱ گلی نمبر ۵
محلہ موہن پورہ راولپنڈی سے لکھتے ہیں۔

مائی ڈیئر انکل اے حمید آداب!
اس ماہ کے ناولوں کی۔ لیکن ٹھہریئے۔ پہلے ایک اور سنگین قسم کے مسئلہ پر گفتگو ہو جائے اور وہ سنگین مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے اس ماہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سب بچے ناول خرید کر پڑھا کریں۔ کیونکہ اگر بچے لائبریری سے کرایہ پر لے کر پڑھیں گے تو اس سے آپ کے ناولوں کی سیل میں فرق پڑے گا۔ اور اس سے آپ کے اخراجات پورے نہیں ہوتے۔ لیکن انکل یہ بھی سوچیئے کہ لائبریری سے وہ بچے ناول لے کر پڑھتے ہیں۔ جن کی جیب اور حالات اجازت نہیں دیتے کہ وہ ہر ماہ بیس پچیس روپے کے ناول خرید کر پڑھیں۔ ذرا سوچیں آپ کی اس بات سے ان بچوں کے دل ٹوٹ سکتے ہیں۔ امید ہے آپ غور فرمائیں گے۔ اگر آپ کے اخراجات ناولوں کی اتنی قیمت میں نہیں پورے ہوتے تو آپ لوگ ناولوں کی قیمت میں زیادہ نہیں تو پچاس پیسے کا اضافہ کر دیں۔ لیکن خدارا اس سلسلے کو بند مت کیجئے گا

پیارے دوستو! عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن تھیوسانگ کا پُرخ[illegible] میں اپنا
بھرا، قدم قدم پر چونکا دینے والا پُراسرار ہزاروں سال[illegible]
جاری ہے۔ انشاء اللہ یہ سفر اور یہ دلچسپ داستان [illegible] مگر میں اس
[illegible]یں لگ رہا؟"

N-454 راہِ چمن سمن آباد لاہور

قیمت ۷/۵۰ روپے

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

۱۹۸۹
ناشر : نیا مکتبہ اقراء، جی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع : [illegible] پرنٹرز [illegible] لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

طلسمی بگولا
بھیانک اوڈان کا حملہ
آتشی سانپ کا زہر
نگلا دیوی کا ترشول
چتا کی آگ میں

طلسمی بگولا

ناگ عقاب کی شکل میں آسمان کی بلندیوں کی طرف اُڑتا چلا گیا۔ ماریا انسانی شکل میں پورے جسم کے ساتھ اس کی گردن سے چمٹی ہوئی تھی۔ معصوم لڑکی کا لکڑی کا بت ناگ کے پروں میں محفوظ پڑا تھا۔ بھیانک اوڈان ایک گرجتے ہوئے بادل کی شکل میں ناگ کا پیچھا کر رہا تھا۔ اس بادل کے سیاہ بگولے میں قیامت خیز بجلیاں چمک رہی تھیں۔ ماریا نے دیکھا کہ نیچے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ناگ آسمان میں بہت ہی اوپر چلا گیا تھا اور ابھی اوپر ہی اوپر چلا جا رہا تھا۔ بھیانک اوڈان کا سیاہ بادل بہت نیچے رہ گیا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ بادل اتنی بلندی تک نہیں آ سکتا تھا۔ ناگ نے ماریا سے اُڑتے اُڑتے کہا۔

"ماریا! اوڈان اتنی بلندی تک نہیں آ سکتا۔ میں اپنا رخ ملک انگلستان کی طرف موڑ رہا ہوں۔ مگر میں اس بلندی سے نیچے نہیں آؤں گا۔ تمہیں ڈر تو نہیں لگ رہا؟"

ماریا نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ڈر تو بہت لگ رہا ہے مگر کیا کروں۔ مجبوری ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ اگر تم نیچے لڑھک بھی گئیں تو میں تمہیں نیچے سے اُچک لوں گا۔"

ناگ نے اب زیادہ بلندی پر جانے کی بجائے وہیں سے اپنا رُخ جنوب مغرب کی طرف کر لیا۔ وہ اتنی بلندی پر تھا کہ یہاں تک کوئی آج کا جمبو جیٹ طیارہ بھی نہیں اُڑتا۔ ماریا کو سانس لینے میں کچھ تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"مجھے سانس لینے میں دقت ہو رہی ہے۔"

ناگ بولا۔

"میرے پروں میں منہ دے لو۔ پروں کے اندر آکسیجن موجود ہوتی ہے۔"

ماریا نے ایسا ہی کیا اور اسے آسانی سے سانس آنے لگا۔ ناگ نے پیچھے گردن گھما کر دیکھا۔ بھیانک اُوڈان کا سیاہ بادل اب بہت پیچھے اور بہت نیچے رہ گیا تھا۔ وہ ایک سیاہ گیند لگنے لگا تھا۔ جس کے اندر بجلیوں کی لہریں لکیروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ ناگ نے اپنی رفتار اور تیز کر دی۔ پھر وہ اتنی دُور نکل گیا کہ نیچے سمندر شروع ہو گیا۔ ناگ نے نیچے دیکھا۔ اسے اب بھیانک اوڈان کا سیاہ بادل کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ناگ نے ماریا سے کہا۔

"اوڈان سے ہمارا پیچھا چھوٹ گیا ہے ماریا۔"

ماریا نے بھی ناگ کے پروں میں سے سر نکال کر نیچے دیکھا۔ اسے سیاہ بادل کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ چاند آسمان پر چمک رہا تھا۔ چاندنی میں ناگ اور ماریا نے دیکھا کہ ان کے نیچے بہت دُور سمندر کی لہریں بہت مدھم نظر آ رہی تھیں۔ ناگ نے کہا کہ وہ بلندی کم کر کے نیچے آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ناگ نے بلندی کم کرنی شروع کر دی۔ وہ نیچے آتے آتے اتنی نیچے آ گیا کہ ماریا کو سمندر کی لہریں صاف نظر آنے لگیں۔ چاندنی میں یہ لہریں آہستہ آہستہ آگے پیچھے حرکت کر رہی تھیں۔ سمندر کے درمیان میں اگر آپ چلے جائیں تو لہریں ایک طرف کو نہیں بہہ رہی ہوتیں۔ بلکہ اوپر نیچے ہو رہی ہوتی ہیں۔ جوں جوں آپ سمندر کے کنارے کی طرف آتے جاتے ہیں۔ یہ لہریں ایک بہت بڑی موج کی شکل اختیار کر کے کنارے کی طرف بڑھنے لگتی ہیں اور پھر کنارے کے بہت قریب پہنچ کر چھوٹی چھوٹی موجوں میں تقسیم ہو کر کنارے کے پتھروں سے ٹکرا جاتی ہیں یا ساحل کی ریت پر دُور تک جا کر دوبارہ واپس آ جاتی ہیں۔

اس وقت چاندنی میں سمندر کی لہریں اوپر نیچے ہو رہی تھیں۔ لگتا تھا جیسے سمندر میں اُبال آنے والا ہے۔ ایک بات ہم آپ کو اور بتاتے چلیں کہ سمندر کا پانی بھاری ہوتا ہے کیونکہ اس میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دریاؤں کا لایا ہوا نمک بھاری مقدار میں جمع ہوتا رہتا ہے —— سمندری جہاز پر سے خدانخواستہ —— سمندر میں گر پڑے تو سمندر کا پانی بھاری ہونے کی وجہ سے اسے نیچے سے اوپر اُٹھا دیتا ہے۔ اور آسانی سے ڈوبنے نہیں دیتا۔ یہ الگ بات ہے کہ آدمی ہمت ہار دے۔ یا ڈر کر بوکھلا جائے اور غوطے کھاتا ڈوب جائے۔ ورنہ سمندر میں انسان اتنی جلدی نہیں ڈوبتا۔ جتنی جلدی دریا یا تالاب میں ڈوبتا ہے۔ کیونکہ تالاب اور دریا کا پانی سمندر کے پانی کی نسبت ہلکا ہوتا ہے۔ چنانچہ انسان کو چاہیئے کہ اگر کبھی زندگی میں اس کے ساتھ ایسا حادثہ پیش آجائے کہ وہ بیچ سمندر میں گر پڑے تو پہلی بات یہ ہے کہ حوصلہ کبھی نہ ہارے۔ اپنے ہوش و حواس قائم رکھے اور ٹانگیں پانی کے نیچے چلاتے ہوئے اپنے آپ کو پانی کی سطح پر رکھنے کی کوشش کرے۔ پھر سانس کھینچ کر پھیپھڑے پھلائے اور سمندر کے اوپر نیچے ہوتی موجوں پر بالکل چت لیٹ جائے اور اپنے سانس کو آہستہ آہستہ چھوڑے اور اندر کھینچے۔ یوں وہ بڑی آسانی سے سمندر کی موجوں پر ایک طرف کو بڑھنا شروع کر دے گا۔ سمندر کی لہریں کھلے سمندر میں اگرچہ اوپر نیچے ہو رہی ہوتی ہیں مگر یہ اوپر نیچے ہوتے ہوئے بھی بہت بڑے ہمالیہ پہاڑ کی طرح ایک طرف کو جا رہی ہوتی ہیں۔ چنانچہ ساحل کے قریب آکر ان لہروں کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ اور انسان کی جان بچ سکتی ہے۔ ویسے زندگی موت تو اللہ تعالیٰ کے اختیار

میں ہے لیکن انسان کو ہمیشہ ہمت سے کام لینا چاہیئے۔ اور کبھی جی نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ دوسرے ملکوں میں تو بچوں کو سمندر میں تیرنے کی باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے۔

معاف کرنا دوستو میں داستان بیان کرتے کرتے اس طرف نکل آیا تھا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ داستان کے ساتھ ساتھ آپ کو زندگی اور اس دنیا کے بارے میں ایسی معلومات بھی دیتا رہوں جو آپ کے کام آ سکیں۔ تو اب میں پھر ناگ اور ماریا کی طرف آتا ہوں۔ ناگ نے اپنی رفتار کم نہیں کی تھی۔ وہ سمندر کے اوپر زیادہ بلندی پر نہیں تھا مگر پوری رفتار سے اُڑا جا رہا تھا۔ بہت جلد اس نے سمندر پار کر لیا۔ چاند اب مغرب کی طرف سمندر پر جھک آیا تھا اور اس کی روشنی بھی پھیکی پڑنا شروع ہو گئی تھی۔ کیونکہ اب تھوڑی دیر میں سورج نکلنے والا تھا۔ ناگ نے ایک بار پھر احتیاط کے طور پر اپنے پیچھے دیکھا۔ آسمان بالکل صاف تھا۔ ستارے دھندلے دھندلے سے ہو کر چمک رہے تھے۔ بھیانک اوڈان اس کے پیچھے نہیں آ رہا تھا۔ ناگ نے ماریا سے کہا۔

"یہ ہم ملک انگلستان پہنچنے والے ہیں ماریا۔ یہ سینکڑوں برس پرانا پُر اسرار اور آسیب زدہ ملک ہے جہاں اگرچہ گھروں میں لوگ لیمپ جلاتے ہیں مگر وہ جادو ٹونے اور توہمات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ قبروں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاشیں غائب ہو جاتی ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"خدا کے لیے اب کسی جگہ زمین پر اُتر آؤ۔ میں سخت تھک گئی ہوں۔ تمہاری گردن سے چمٹے چمٹے میرے بازو شل ہو گئے ہیں۔"

ناگ بولا۔

"بس اب ذرا سی دیر میں نیچے اُتر آئیں گے۔"

نیچے بڑی بڑی نوکیلی چٹانوں کا اونچا نیچا میدان شروع ہو گیا تھا۔ ناگ نے اب سمندر کے ساحل کے ساتھ ساتھ اڑنا شروع کر دیا۔ وہ اس ملک کی ایسی بندرگاہ پر جانا چاہتا تھا جہاں سے اُسے ہندوستان کے جنوب میں واقع ملک سری لنکا یا سنگلدیپ تک جانے کے لیے کوئی بادبانی تجارتی یا مسافر جہاز مل جائے۔ بہت دُور تک ناگ کو ایک جگہ سمندر کے کنارے پر بہت سی روشنیاں نظر آئیں۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ بندرگاہ ہے۔ ناگ نے ماریا کو بتایا کہ سامنے بندرگاہ آ رہی ہے۔ میں وہاں جا رہا ہوں۔ بندرگاہ کے اوپر کافی بلندی پر جا کر ناگ نے ایک چکر لگایا۔ یہ ایک بہت بڑی بندرگاہ تھی۔ کئی ایک بادبانی جہاز سمندر میں لنگر ڈالے کھڑے تھے۔ ان کے بادبان لپٹے ہوئے تھے اور مستولوں پر لیمپ روشن تھے۔ پیچھے پہاڑی ڈھلان پر ایک پورا شہر آباد تھا۔ ناگ بندرگاہ کے قریب

ایک ویران علاقے میں چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کے درمیان زمین پر اُتر آیا۔

ماریا نے خدا کا شکر ادا کیا۔ ناگ نے فوراً انسانی شکل اختیار کر لی۔ اس وقت اگرچہ سورج نکلنے والا تھا مگر کہرے کی وجہ سے اردگرد اندھیرا پھیلا تھا۔ ناگ کو وہاں اترتے کسی نے نہ دیکھا تھا۔ سردی کی وجہ سے لوگ اپنے گھروں میں بند تھے۔ بندرگاہ پر بھی کوئی آدمی نہیں تھا۔ صرف چوکیدار چل پھر کر پہرہ دے رہے تھے۔ بندرگاہ سے تھوڑی دُور ایک جگہ کارواں سرائے تھی جس کے باہر سبز لیمپ روشن تھا۔ یہ کارواں سرائے ہونے کی نشانی تھی۔

ناگ نے ماریا کو ساتھ لیا اور اس کارواں سرائے کی طرف چل پڑا۔ ماریا اور ناگ نے بھیڑ کی کھال کے لبادے اوڑھ رکھے تھے۔ ناگ کو اس کی ضرورت نہ تھی مگر ماریا کو سردی لگ رہی تھی۔ کیونکہ وہ انسانی جسم کے ساتھ تھی۔ غیبی حالت میں نہیں تھی۔ ناگ نے لبادے کے اندر ہاتھ ڈال کر دیکھا۔ لڑکی کا بت اس کی جیب میں تھا۔ وہ ماریا سے کہنے لگا۔

"اس بھیانک اڈان سے تو پیچھا چھوٹا۔"

ماریا نے کہا۔

"مجھے امید نہیں کہ وہ اتنی آسانی سے پیچھا چھوڑ دے گا۔ وہ کہیں نہ کہیں ضرور ظاہر ہو کر ہمیں نقصان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہنچانے کی کوشش کرے گا"

ناگ کاندھے اُچکا کر بولا۔

"دیکھا جائے گا۔ مجھے خوشی ہے کہ ہم اس لڑکی کو بچا کر لے آئے ہیں"

ماریا نے کہا۔

"اس کا فائدہ کیا ہے۔ وہ تو لکڑی کے بت کی شکل میں ہے۔ اس بُت کو ہم زندہ تو نہیں کر سکتے"

ناگ کہنے لگا۔

"اس کی بھی کوشش کریں گے۔ ہم لنکا دیس کی طرف جا رہے ہیں۔ لنکا دیس پُراسرار منتروں دیوداسیوں اور پرانے مندروں کی گپھاؤں کا ملک ہے ہو سکتا ہے وہاں ہمیں کوئی ایسا منتر مل جائے جو اس بت کو پھر سے زندہ کر دے"

ماریا نے کہا۔

"امید تو یہی رکھنی چاہیئے۔ لیکن تمہیں تمہاری پہلے والی چندریکا دیوداسی تو ابھی تک نہیں ملی"

ناگ بولا۔

"ہاں۔ تم نے چندریکا کو یاد دلا دیا۔ اس نے میری مصیبت میں بڑی مدد کی تھی۔ مگر وہ اپنے اگلے جنم

میں کہیں زندگی بسر کر رہی ہو گی۔ معلوم نہیں کہ وہ اس جنم میں کس شکل میں ہو گی۔ کہاں ہو گی؟ مجھے پہچانے گی بھی کہ نہیں"

ماریا نے کہا۔

"ان باتوں کو چھوڑ۔ مجھے سرائے کے باہر کھڑے کھڑے سردی لگ رہی ہے۔ تمہیں تو سردی لگتی نہیں۔ سرائے کا دروازہ کھٹکھٹاؤ"

ناگ نے جلدی سے سرائے کے بند دروازے پر دستک دی۔ کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ چھ سات بار دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد اندر سے کسی نے لوہے کی سلاخ ہٹا کر چٹخنی اتاری۔ اور دروازہ ذرا سا کھولا۔ ایک عجیب سے اودھ بلاؤ والی شکل نمودار ہوئی۔ یہ سرائے کا پرانا نوکر اور پہرے دار تھا۔ جو سرائے کے اندر تختے پر سو رہا تھا۔ اس نے ناگ اور ماریا کو گھور کر دیکھا اور پوچھا۔

"کیا بات ہے؟"

ناگ نے اسے کہا کہ وہ مسافر ہیں رات گزارنے کے لیے کوٹھڑی مل جائے گی کیا؟

"ہم کوٹھڑی کا کرایہ دیں گے"

وہ آدمی بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کرائے کے بغیر تمہیں اندر گھسنے کون دے گا؟"

پھر دروازہ ذرا سا کھول کر پوچھا۔

"تمہارا سامان کہاں ہے؟ کیا گھوڑا بھی ساتھ ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"نہیں ہمارے پاس کوئی سامان نہیں۔ گھوڑا راستے میں سردی سے ٹھٹھر کر مر گیا تھا۔"

"چاندی کے دو سکے نکالو۔"

ناگ نے لبادے کی جیب سے چاندی کے تین سکے نکال کر بوڑھے نوکر کی ہتھیلی پر رکھ دیئے اور کہا۔

"ایک سکہ تمہارا انعام ہے۔"

نوکر نے جلدی سے پورا دروازہ کھول دیا اور خوشی سے مسکراتا ہوا بولا۔

"اندر آجاؤ۔ کیا تم میاں بیوی ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"نہیں ہم بہن بھائی ہیں۔"

"پھر تو تم الگ کوٹھڑی میں رہو گے۔"

"ہاں" ناگ بولا "ہمیں دو کوٹھڑیاں مل جائیں تو اچھا ہے۔"

نوکر کہنے لگا۔

"میں تمہیں ساتھ ساتھ دو کوٹھڑیاں دیئے دیتا ہوں مگر دو سکے اور دینے پڑیں گے۔"

ناگ نے اسے مزید چاندی کے تین سکے دے دیئے۔ نوکر نے ان کی کوٹھڑیوں میں گرم توشکیں لگا دیں۔ آتش دان میں آگ بھی روشن کر دی اور بولا۔

"صبح ہونے والی ہے۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہارے لیے دودھ اور روٹی لاؤں گا۔"

ناگ نے ماریا سے کہا کہ تم تھک گئی ہو اور اپنی کوٹھڑی میں جا کر سو جاؤ ——— اور خود اپنی کوٹھڑی میں توشک پر لیٹ گیا۔ اس نے لڑکی کا بُت نکال کر لیمپ کی روشنی میں غور سے دیکھا۔ بت کی آنکھوں میں جو شیشے کی گولیاں لگی تھیں۔ وہ چمک رہی تھیں۔ لیمپ کی روشنی ان پر پڑ رہی تھی اور ان کے اندر سے کرنیں نکلتی نظر آ رہی تھیں۔ لڑکی کا چہرہ لکڑی کا تھا۔ سارا بُت ہی لکڑی کا تھا۔ اس میں بالکل جان نہیں تھی۔ ناگ نے اسے دوبارہ اپنے لبادے کے اندر چھپا کر رکھ لیا۔ اتنے میں صبح ہو گئی۔ سرائے کے دوسرے مسافر جاگ پڑے اور اِن کے چلنے پھرنے اور باتیں کرنے کی ہلکی ہلکی آوازیں آنے لگیں۔ ناگ نے ماریا کو جا کر جگایا۔ گرم پانی سے ماریا نے منہ ہاتھ دھویا۔ پھر ناگ کی کوٹھڑی میں آکر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آتش دان کے سامنے فرش پر بچھی گرم توشک پر بیٹھ گئی اور

"انسانی جسم میں آنے کا ایک فائدہ ضرور ہے کہ نیند بڑے مزے کی آتی ہے۔"

ناگ ہنس کر بولا۔

"یہ تو تم نے ٹھیک کہا مگر ذرا سوچو کہ اس میں تکلیفیں کتنی ہیں۔ ہر وقت موت کا خوف۔ تھکاوٹ۔ بھوک پیاس۔ بیماری اور غم فکر۔ نہ بھائی مجھے تو ایسی زندگی بالکل پسند نہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"مجھے تو بھوک لگ رہی ہے ناگ! وہ نوکر ابھی نہیں آیا؟"

ناگ نے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کہہ گیا تھا میں دودھ اور روٹی لے کر آؤں گا بس آ ہی رہا ہو گا۔"

تھوڑی دیر بعد نوکر دودھ وغیرہ لے کر آگیا۔ ناگ اور ماریا نے مل کر ناشتہ کیا اور پھر ناگ اکیلا ہی یہ معلوم کرنے کے لیے بندرگاہ کی طرف نکل گیا کہ بندرگاہ سے لنکا کی طرف جہاز کب جائے گا۔ بندرگاہ پر بڑی رونق تھی۔ ہر طرف جہاز کھڑے تھے۔ کسی میں مسافر چڑھ رہے تھے کسی سے مسافر

اتر رہے تھے۔ کسی جہاز پر تجارتی سامان لادا جا رہا تھا۔ ناگ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ جہاز کی سیڑھی کے پاس کھڑا تختی پر سامان کا اندراج کر رہا تھا۔ ناگ نے ان سے پوچھا۔

"کیوں بھائی لنکا کو جہاز کب جائے گا؟"

آدمی نے کہا۔

"تم کہاں سے آئے ہو بھائی کہ تمہیں اتنا بھی نہیں معلوم کہ یہی وہ جہاز ہے جو لنکا اور سنگلدیپ کو جا رہا ہے۔"

ناگ جلدی سے سرائے کی طرف بھاگا اور ماریا کو لے کر بندرگاہ پر آگیا۔ اس نے جہاز کے کپتان سے ملاقات کی اور بتایا کہ ہم دونوں بہن بھائی لنکا جانا چاہتے ہیں۔ کپتان بولا۔

"یہ تجارتی جہاز ہے اس پر مسافر سفر نہیں کرتے۔ لنکا کو مسافر جہاز ایک مہینے بعد جائے گا۔"

ناگ نے سوچا کہ ایک ماہ ناحق یہاں کون پڑا رہے گا۔ چنانچہ اس نے اصرار کیا کہ وہ انہیں بھی ساتھ لے چلے۔ کپتان نے انکار کر دیا۔ ناگ نے کہا۔

"اچھا تو پھر ایسا کریں کہ میری بہن کو جہاز پر سوار کر کے لنکا پہنچا دیں۔ میں اس کا کرایہ دوگنا دے دوں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کپتان نے ماریا کو دیکھا کہ ایک خوب صورت لڑکی ہے چلو اسے ساتھ لیے چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے راستے میں اس سے شادی ہو ہی جائے۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تمہاری بہن کو لنکا پہنچا دوں گا مگر تمہیں ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ اس کا نام کیا ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"میرا نام ماریا ہے"

ناگ نے ماریا کو الگ جا کر سمجھایا کہ تم جہاز پر سوار ہو جاؤ۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہی عقاب کی شکل میں جہاز پر آ جاؤں گا۔ اس کپتان کو میری خفیہ طاقت کا علم ہی نہیں ہے۔ ماریا خوش ہو کر جہاز پر سوار ہو گئی۔ ناگ نے اس کا کرایہ ادا کر دیا اور کپتان کے سامنے بندرگاہ سے باہر نکل گیا۔ لیکن کچھ دور جانے کے بعد ایک ویران سی جگہ دیکھ کر اس نے عقاب کی شکل بدلی اور اڑتا ہوا جہاز کے مستول پر آ کر بیٹھ گیا۔ پھر جب جہاز روانہ ہونے لگا اور اس کا لنگر اٹھا دیا گیا اور بادبان بھی کھل گئے تو ناگ اوپر سے اڑ کر نیچے جہاز کے عرشے پر اس جگہ آ گیا جہاں ماریا عرشے پر سامان کی بڑی بڑی گانٹھوں کے پاس بیٹھی تھی۔ ناگ نے اپنی انسانی شکل اختیار کی اور ماریا سے کہا۔

"میں آ گیا ہوں ماریا"

ماریا نے کہا۔

"اگر کپتان نے تمہیں دیکھ لیا تو وہ سخت ناراض ہو گا۔ ہو سکتا ہے تمہیں جہاز سے سمندر میں دھکا دے دے"

ناگ مسکرایا۔

"تو پھر کیا ہو گا! میں اڑ جاؤں گا"

ماریا ہنسنے لگی مگر پھر بولی۔

"ناگ بھیا! وہ میرا دشمن بن جائے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ کسی جگہ راستے میں جہاز روک کر مجھے ہی اتار دے"

ناگ کہنے لگا۔

"تو پھر جب وہ ادھر آتا دکھائی دے گا تو میں یہاں سے غائب ہو جاؤں گا"

ابھی وہ باتیں ہی کر رہا تھا کہ اچانک ایک طرف سے کپتان نمودار ہوا۔ وہ ملاحوں کو ہدایات دے رہا تھا کہ بادبانوں کو پوری طرح سے کھولو۔ سامان کو ادھر لگاؤ۔ وہ بڑا بد دماغ تھا۔ نوکروں کو بہت ڈانٹ ڈپٹ کر رہا تھا۔

ماریا نے ناگ سے کہا۔

"ناگ! کپتان آ رہا ہے"

ناگ فوراً ایک چھوٹا سا سانپ بن کر ماریا کے لبادے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالر کے اندر گھس گیا۔ کپتان نے دور سے ماریا کو دیکھا اور اُس کے پاس آکر بولا۔

"ماریا! تم یہاں عرشے پر کیوں بیٹھی ہو۔ یہاں تو بڑی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ نیچے کیبن میں چلو۔ تمہارے لیے ایک پورا کیبن موجود ہے۔"

ماریا نے سوچا کہ چلو اس پیشکش کو قبول کر لینا چاہیئے۔ یہ کپتان تو اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ وہ کپتان کے ساتھ نیچے کیبن میں آگئی کیبن میں ایک بستر لگا تھا۔ دو گرم کمبل بھی تھے۔ میز کرسی بھی تھی۔ کپتان نے نوکر سے کہا کہ کھانا لاؤ۔ وہ ماریا کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ کھانا مزے دار تھا۔ کھانے کے بعد کپتان نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! کیا تم میرے ساتھ شادی کرو گی؟ میں ابھی تک کنوارا ہوں۔ دنیا میں بالکل اکیلا ہوں۔"

ماریا نے کہا۔

"لنکا میں میرے ماں باپ ہیں۔ ان سے بات کرنا اگر انہوں نے اجازت دے دی تو تم سے ضرور بیاہ کر لوں گی۔ کیونکہ میں ماں باپ کی مرضی کے خلاف ہرگز بیاہ نہیں کر سکتی۔"

کپتان بڑا خوش ہوا کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ لنکا چل کر میں تمہارے ماں باپ سے ضرور ملوں گا۔"

کپتان خوش خوش باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد ناگ اپنی انسانی شکل میں آگیا اور ماریا سے کہنے لگا۔

"ارے یہ کپتان تو واقعی تمہارے پیچھے پڑ گیا ہے۔ کیا تم اس سے شادی کر لو گی؟"

ماریا نے ہنس کر کہا۔

"ناگ بھیا! تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ ہم لوگ شادی بیاہ کے معاملوں سے بلند ہیں۔ ہماری دنیا ایک پراسرار اور [illegible] دنیا ہے اور ہم ہزاروں برس کے سفر پر ہیں۔ شادی کروں گی تو میرا شوہر چالیس پچاس برس میں بوڑھا کھوسٹ ہو جائے گا۔ جبکہ میں جوان رہوں گی۔ تو اس سے فائدہ کیا؟"

ناگ بھی ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔

"ابھی ایک مہینے کا سمندری سفر باقی ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں پہلے ہوا میں اُڑتا ہوا لنکا کے ملک میں پہنچ کر کیٹی تھیوسانگ اور عنبر کو تلاش کرتا ہوں۔"

ماریا کہنے لگی۔

"تو میں اس جہاز پر اکیلی سفر کروں گی؟ میرے پاس تو میری غیر معمولی طاقت بھی نہیں ہے کچھ ہو گیا تو میں کچھ بھی نہیں کر سکتی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ سوچ کر بولا۔

"اچھا اس موضوع پر کل بات کریں گے۔"

وہ باتیں کر رہے تھے کہ باہر کپتان ٹوکری میں ماریا کے لیے کچھ پھل لے کر آ گیا۔ اس کو کیبن کے اندر ماریا کے کسی مرد سے باتیں کرنے کی آواز آئی تو اس کا ماتھا ٹھنکا کہ یہ لڑکی ماریا کس سے باتیں کر رہی ہے؟ اس نے کیبن کے خفیہ سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا تو دنگ ہو کر رہ گیا۔ کیونکہ ماریا کے پاس اس کا ہی بھائی بیٹھا تھا۔ جس کو کپتان نے جہاز پر سوار ہونے سے روک دیا تھا۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ کہاں سے جہاز پر آ گیا۔ اسے غصہ بھی بہت آیا۔ اس نے زور سے دروازے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"ماریا دروازہ کھولو۔"

ناگ نے جلدی سے سانس کھینچا اور سانپ بن کر ماریا کے لبادے کے کالر میں جا چھپا۔ ماریا نے دروازہ کھول دیا۔ کپتان آتے ہی ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"کہاں ہے تمہارا بھائی؟ وہ جہاز پر کیسے آ گیا؟ اس کو کس نے اجازت دی کہ جہاز پر سوار ہو جائے۔"

ماریا نے کہا۔

"وہ تو جہاز پر کہیں بھی نہیں ہے۔"

کپتان بولا۔

"میں نے ابھی ابھی اسے یہاں تم سے باتیں کرتے دیکھا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"آپ کو دھوکا ہوا ہے۔ اگر وہ یہاں ہوتا تو کہاں جا سکتا تھا۔ چھوٹا سا کیبن ہے۔ آپ خود اسے تلاش کر کے دیکھ لیں۔"

کپتان نے بستر کے نیچے دیکھا۔ کونے میں دیکھا۔ میز کے نیچے دیکھا۔ چھوٹا سا کیبن تھا۔ ناگ اسے کہیں نہ ملا۔ مگر وہ اپنی آنکھوں سے ناگ کو دیکھ چکا تھا۔ اپنی آنکھیں ملتے ہوئے بولا۔

"شاید میں نے جاگتے میں کوئی خواب دیکھا ہے اگر وہ یہاں ہوتا تو کہاں غائب ہو سکتا تھا؟"

ماریا نے کہا۔

"یہی تو میں کہہ رہی تھی۔ آپ کو دھوکہ ہوا ہے۔"

کپتان نے پھل ماریا کے سامنے میز پر رکھے۔ بولا۔

"یہ میں تمہارے لیے لایا تھا۔"

اور آنکھیں ملتا، کیبن کے کونے میں بار بار نظریں ڈالتا، سر ہلاتا باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ماریا نے باہر جھانک کر دیکھا۔ کپتان جب اپنے کیبن میں چلا گیا تو ماریا نے ناگ سے کہا۔

"وہ کسی خفیہ سوراخ سے دیکھ رہا تھا ناگ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے انسانی شکل بدلی اور کہا۔

"دیکھتا ہے تو دیکھے۔ مجھے اس کی کیا پرواہ ہے۔ ہاں تو ماریا۔ میں تمہیں کہہ رہا تھا کہ یوں تو جہاز میں ایک مہینہ لگ جائے گا۔ بڑا وقت ضائع ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ میں اس جہاز سے پہلے اڑتا ہوا لنکا پہنچ کر تھیوسانگ اور کیٹی کو تلاش کرتا ہوں۔ جس روز یہ جہاز لنکا کی بندرگاہ پر لگے گا۔ اس روز سب کو معلوم ہو جائے گا کہ جہاز آگیا ہے۔ میں وہاں تمہیں لینے کے لیے پہنچ جاؤں گا۔"

ماریا کو ناگ کی یہ تجویز پسند ضرور آئی تھی۔ مگر وہ محض اس لیے فکر مند تھی کہ وہ ایک عام کمزور عورت کی شکل میں زندہ تھی اور اکیلی عورت پر کوئی بھی مصیبت پڑ سکتی ہے

اکیلی عورت مصیبت کا مقابلہ

نہیں کر سکتی۔ پھر بھی اس نے ناگ کو اجازت دے دی کیونکہ اسے عنبر تھیوسانگ اور کیٹی کا بھی خیال تھا کہ کہیں وہ کسی مشکل میں نہ ہوں اور انہیں ناگ کی ضرورت نہ ہو۔ اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے ناگ بھیا! اگر تمہاری یہی صلاح ہے تو میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔"

ناگ نے لڑکی کا چھوٹا سا بت جیب سے نکال کر ماریا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا خیال ہے تمہارا؟ یہ بت اگر تم اپنے پاس رکھ لو تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا؟"

ماریا نے کہا۔

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن میں سوچتی ہوں کہ کہیں یہ کسی کے ہاتھ آگیا تو وہ اسے گم کر دے گا۔ کیونکہ لڑکی کا بت بڑا خوب صورت ہے اور اس کی آنکھوں میں جو شیشے کی گولیاں لگی ہیں بالکل ہیروں کی طرح معلوم ہوتی ہیں۔ کوئی انہیں ہیرے سمجھ کر ہی میرے کیبن سے نہ چرا لے۔"

ماریا نے بت کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا اور اس کی طرف غور سے دیکھ رہی تھی۔

ناگ نے کہا۔

"بہتر ہے میں اسے اپنے پاس ہی رکھتا ہوں۔"

ماریا لڑکی کے بت کے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ پھر بولی۔

"اس لڑکی کا ماتھا کتنا گول اور خوب صورت ہے۔"

اور ماریا نے لڑکی کے بت کے ماتھے پر انگلی پھیری۔ اسے ایک جھٹکا لگا اور ناگ کے دیکھتے دیکھتے ماریا غائب ہوگئی۔

"ماریا! ماریا؟" ناگ بے اختیار پکار اٹھا۔

ماریا نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں تمہارے پاس ہی ہوں ناگ! مگر میں غائب ہو گئی ہوں۔ مجھے میری طاقت واپس مل گئی ہے۔"

ناگ نے گھبرا کر کہا۔

"تم ___ تم ٹھیک ہو ناں ماریا۔ تم پر ___ تم پر کسی طلسم کا اثر تو نہیں ہوا؟"

ماریا بولی۔

"بالکل نہیں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ اپنے اندر کسی جادو طلسم کا اثر محسوس نہیں کر رہی۔ مجھے تمہاری خوشبو بھی آنے لگی ہے۔ کیا تمہیں میری خوشبو نہیں آ رہی؟"

ناگ نے سانس لے کر کہا۔

"ہاں ہاں! مجھے تمہاری خوشبو آنے لگی ہے۔"

ماریا خوش ہو کر بولی۔

"ناگ یہ لڑکی کا بُت ہمارا سب سے بڑا ہمدرد ہے۔ دیکھو اس کے ماتھے پر ہاتھ لگانے سے مجھے میری کھوئی ہوئی طاقت مل گئی۔"

ناگ نے کہا۔

"بُت ابھی تک تمہارے پاس ہے ناں؟ مجھے بُت نظر نہیں آ رہا۔"

یہ ناگ نے ڈرامہ کیا تھا۔ اسے ماریا کا جسم تو نہیں مگر

دھندلا سا سایہ صاف نظر آ رہا تھا۔ یہ مست کال بوٹی کے سُرمے کا کرشمہ تھا۔ مگر اس نے ماریا پر ظاہر نہیں کیا تھا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ اسے ماریا کا پورا جسم نظر آنا بند ہوا۔ صرف دھندلا سایہ نظر آیا تو وہ فوراً سمجھ گیا کہ لڑکی کے بُت کے ماتھے پر ہاتھ لگانے سے ماریا کی کھوئی طاقت واپس آ گئی ہے مگر ناگ نے فیصلہ کیا ہوا تھا کہ وہ ماریا کو یہ نہیں بتائے گا کہ وہ غیبی چیزوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اسی لیے اس نے چلّا کر پوچھا تھا کہ ماریا تم کہاں ہو؟ وہ اس وقت بھی ماریا کا دھندلا سایہ دیکھ رہا تھا۔ اس دُھندلے سائے نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ ماریا غائب ہو گئی ہے اور یہ ساری کرامت لڑکی کے بت کے ماتھے پر انگلی لگانے سے واقع ہوئی ہے۔ ناگ کو ماریا کے ہاتھ میں لڑکی کے بت کا دھندلا سایہ بھی صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ماریا نے کہا۔

"ناگ بُت میرے پاس ہی ہے۔ یہ لو۔ میں اسے میز پر رکھ رہی ہوں۔"

ناگ پہلی بار ماریا کو غیبی حالت میں حرکت کرتے دیکھ رہا تھا۔ اس کے دھندلے سائے نے بت کے سائے کو میز پر رکھ دیا۔ میز پر رکھتے ہی لڑکی کا بُت صاف نظر آنے لگا۔ ناگ کو اس بات کی بڑی خوشی ہوئی کہ ماریا کو اس کی کھوئی ہوئی طاقت واپس مل گئی ہے۔ اس نے ماریا سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اب تمہیں اس جہاز میں سفر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اب تم بھی میرے ساتھ ہوا میں اُڑ کر لنکا کی طرف جا سکتی ہو۔"

ماریا مسکرائی۔ پہلے ماریا مسکراتی تھی تو ناگ اسے نہ دیکھ سکتا تھا۔ اب وہ اس کے دھندلے چہرے کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ ناگ سے نہ رہا گیا۔ بولا۔

"ماریا! تم مسکرا رہی ہو" ماریا چونکی۔ کہنے لگی۔

"مسکرانے کی تو کوئی آواز نہیں ہوتی۔ اور میں غائب بھی ہوں۔ پھر تم نے کیسے دیکھ لیا کہ میں مسکرا رہی ہوں؟"

ناگ نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"بھئی میں نے تو اندازہ لگایا ہے۔ بھلا میں تمہیں کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ اچھا اِن باتوں کو چھوڑو اور اب یہ بتاؤ کہ پروگرام کیا ہے؟ کیا تم میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ میں یہاں رہ کر کیا کروں گی۔"

ناگ نے لڑکی کا بُت اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

"تو پھر اس بت کو تم اپنے پاس رکھو۔ کیونکہ تمہارے

پاس یہ غائب ہو کر رہے گا۔"

ماریا نے بت اپنے ہاتھ میں لے لیا جو فوراً ہی غائب ہو گیا۔ دوسروں کے لیے ماریا اور لڑکی کا بت بالکل غائب تھے مگر ناگ کو ان کے دھندلے دھندلے سائے بالکل صاف دکھائی دے رہے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھیانک اُوڈان کا حملہ

کیبن کا دروازہ زور سے کھڑکا۔

"دروازہ کھولو۔ دروازہ کھولو"

ماریا نے کہا۔

"شاید وہ کپتان کم بخت پھر آگیا ہے"

ناگ نے کہا۔

"تم غائب ہو ۔۔۔ وہ تمہیں تو دیکھ نہیں سکتا۔ میں اسے سنبھالتا ہوں۔ ذرا مزہ رہے گا"

ماریا اسے روکنے لگی مگر ناگ نے دروازہ کھول دیا۔ کپتان نے ناگ کو دیکھا تو اس کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے ناگ کو غصے میں آکر کہا۔

"تم یہاں کیسے آگئے؟ تم کو جہاز پر چڑھنے کی کس نے اجازت دی؟ اور وہ ۔۔۔ وہ تمہاری بہن ماریا کہاں ہے؟ ابھی تو میں نے اس کی آواز سنی تھی"

ناگ نے کہا۔

"میں خود اسی کی تلاش میں آیا تھا۔ وہ تو یہاں کہیں نہیں ہے"

کپتان نے کہا۔

"مگر میں نے ابھی تمہیں اس سے باتیں کرتے سنا تھا۔ پھر تم کس سے باتیں کر رہے تھے؟"

ناگ نے کہا۔

"آپ نے شاید کوئی خواب دیکھا ہے جاگتے میں۔ یا پھر آپ کو دھوکا ہوا ہے"

کپتان نے اپنا سر پکڑ لیا اور ٹوپی اتار کر میز پر زور سے مارتے ہوئے بولا۔

"میں ہر بار ایک ہی خواب کیسے دیکھ سکتا ہوں؟ پہلے تم غائب ہوئے اب تمہاری بہن غائب ہو گئی ہے۔ تم لوگ کون ہو؟ کیا تم افریقہ کے جادوگر ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"ہم میں سے کوئی بھی جادوگر نہیں ہے۔ میری بہن ماریا ابھی باہر گئی ہے۔ میں ۔۔۔ میں چوری چھپے جہاز پر چڑھ گیا تھا"

کپتان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پٹختا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی ناگ نے ماریا کی طرف دیکھا۔ اب وہ ماریا کے دھندلے سائے کو دیکھ سکتا تھا۔ ماریا نے محسوس نہ کیا کہ ناگ اسے تک رہا ہے۔ ناگ نے فوراً نظریں دوسری طرف کر لیں اور بولا۔

"ماریا! ابھی تم ظاہر مت ہونا۔ میں نے کپتان سے کہا ہے کہ تم باہر گئی ہوئی ہو۔"

ماریا نے کہا۔

"اب ہمیں اس کپتان کے نخرے برداشت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہمیں یہاں سے لنکا کی طرف کوچ کر جانا چاہیئے۔"

ناگ بولا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ ابھی دن کا وقت ہے۔ ہمیں یہاں سے پرواز کر جانا چاہیئے۔ میں اوپر جہاز کے ڈیک پر جاتا ہوں۔ تم بھی وہاں پہنچ جاؤ۔"

ناگ کیبن سے نکل کر ڈیک یعنی جہاز کے عرشے پر آیا تو دیکھا کہ کونے میں کپتان اپنے چند ایک ملاحوں کے ساتھ کھڑا دور آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جہاں سے کالے بادل کا ایک گولہ بڑی تیزی سے آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ اس گولے میں بجلیاں چمک رہی تھیں۔ ناگ کے دیکھتے دیکھتے یہ سیاہ بادل کا گولہ

جہاز کے سر پہ پہنچ گیا۔ اس میں سے بجلیاں کوندنے لگیں بادل کڑکنے لگے۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ بادل کا گولا بھیانک اوڈان ہے جو اپنے لڑکی کے بُت کی تلاش میں جہاز کو تباہ کرنے آیا ہے۔

ناگ بھاگ کر نیچے کیبن کی طرف گیا کہ ماریا کو بتائے کہ اس نے دیکھا کہ ماریا کا دھندلا سایہ نیچے سیڑھیوں کے پاس کھڑا تھا۔ ناگ کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"ماریا! بھیانک اوڈان ہم سے بدلہ لینے اور اپنا بت واپس لینے آ گیا ہے۔"

ماریا نے حیرانی سے پوچھا۔

"تم نے مجھے کیسے دیکھ لیا کہ میں سیڑھیوں کے پاس کھڑی ہوں؟"

ناگ نے سٹپٹا کر کہا۔

"ارے بابا تمہاری خوشبو سے اندازہ لگایا تھا۔ میں تمہیں کہاں دیکھ سکتا ہوں۔ یہاں سے بھاگو وہ بھیانک مخلوق یہاں پہنچ گئی ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"ہمیں اسی وقت پرواز کر جانی چاہیئے۔"

ماریا نے جہاز کے عرشے پر آ کر دیکھا کہ سیاہ بادل نے جہاز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ زور زور سے بجلی کڑک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہی تھی اور جہاز طوفانی ہواؤں میں اوپر نیچے ڈولنے لگا تھا۔
عرشے پر ملاح پریشان ہو کر اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے کپتان
انہیں بار بار ہدایت دے رہا تھا کہ بادبان لپیٹ دو۔ ناگ
ابھی سیڑھیوں میں ہی تھا۔ ماریا نے سیڑھیوں میں جا کر ناگ
سے کہا۔

"اس بھیانک مخلوق نے جہاز کو اپنی لپیٹ میں لے
لیا ہے۔ اس وقت تم عقاب بن کر بھی سیاہ
بجلیوں والے بادل میں سے گزرو گے تو وہ پھونک
ڈالیں گی۔"

ناگ نے کہا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ تم بُت لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔
تم غائب ہو۔"

ماریا بولی۔

"میں تمہیں اس حالت میں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔"

ناگ نے ماریا کو کہا کہ وہ ضد نہ کرے اور وہاں سے
چلی جائے۔" ماریا بولی۔

"میں جہاز سے کافی اوپر بلندی پر بادل کے اوپر رہوں
گی۔"

یہ کہہ کر ماریا عرشے پر جا کر ذرا بلند ہوئی ہی تھی کہ اسے

بجلی کا ایک جھٹکا لگا اور وہ اُچھل کر نیچے گر پڑی۔ ماریا غوطہ
لگا کر ناگ کے پاس نیچے سیڑھیوں میں آ گئی۔ اس نے ناگ کو
بتایا کہ بھیانک بادل میں طلسم ہی نہیں بلکہ آسمانی بجلی بھی بھری
ہوئی ہے اور وہ اس میں سے نہیں گزر سکتی۔ ناگ کیبن کی
طرف لپکتے ہوئے بولا۔

"میرے ساتھ کیبن میں آ جاؤ۔"

جہاز ایسے ڈول رہا تھا جیسے سمندر میں زبردست بھونچال
آ گیا ہو۔ کپتان پریشان ہو کر اِدھر اُدھر بھاگ رہا تھا۔ اس
کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اچانک یہ بادل کہاں سے نمودار ہو
گیا۔ کیونکہ وہ موسم بادلوں اور بارش کے طوفانوں کا نہیں تھا۔
اس نے جہاز کے بادبان لپیٹ دیئے تھے۔ سمندر میں لنگر پھینک
دیا تھا۔ مگر بادل نے سارے جہاز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔
جہاز میں اندھیرا چھا گیا تھا۔ اب بجلیاں جہاز کے اوپر عرشے پر
اِدھر اُدھر کڑکنے لگیں تھیں۔ کپتان اور ملاح نیچے جا کر چھپ
گئے تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دیا تھا
جہاز بری طرح ڈول رہا تھا۔ کبھی دائیں طرف ہو جاتا اور
کبھی بائیں طرف نیچے ہی نیچے ہوتا جاتا۔ لگتا تھا کہ جہاز ابھی
ڈوبا کہ ڈوبا۔ طوفانی ہواؤں نے جہاز کے لنگر کو توڑ ڈالا اور
اور جہاز ایک تنکے کی طرح سمندری لہروں پر بہہ نکلا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادل یعنی بھیانک اوڈان سیاہ طوفانی بگولے کی شکل میں جہاز کو اپنی لپیٹ میں لیے اسے آگے دھکیل رہا تھا۔ ناگ نے ماریا سے کہا۔

"بھیانک اوڈان کو پتہ چل گیا ہے، کہ ہم اس کے بت کو لے کر اس جہاز پر سفر کر رہے ہیں۔ وہ اب نیچے آنے کی کوشش کرے گا۔ میں حیران ہوں کہ وہ ابھی تک یہاں آیا کیوں نہیں؟"

ماریا بولی۔

"ایک بات ثابت ہو چکی ہے کہ جب تک یہ خطرناک بادل جہاز کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے ہم میں سے کوئی بھی یہاں سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اور بادل بھی اندر نہیں آ رہا۔ اس صورت میں ہمیں جہاز میں ہی کسی پوشیدہ جگہ پر چھپ جانا چاہیئے"

ناگ نے کہا۔

"ایسی جگہ تو جہاز کا سب سے نچلا ڈیک ہی ہے جہاں تجارتی سامان بھرا ہوا ہے"

ماریا بولی۔

"ہمیں وہیں جا کر چھپ جانا چاہیئے"

ناگ نے کہا۔

"تو چلو۔ میں سانپ بن کر نیچے چلتا ہوں"

ناگ نے چھوٹے سیاہ سانپ کی شکل بدلی اور جہاز کی لوہے کے زینے کے پائپ پر سے رینگتا نیچے اتر گیا۔ یہاں ملاح نہیں تھے۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ وہ جہاز کے نچلے حصے میں آ گئے۔ یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس میں دیوار کے ساتھ تجارتی سامان کی بڑی بڑی گانٹھیں لگی تھیں۔ لکڑی کا بت ماریا کے پاس تھا۔ ناگ ماریا کے دھندلے سائے کو صاف دیکھ رہا تھا اور دھندلا سایہ صرف ناگ ہی دیکھ سکتا تھا۔ ماریا نے کہا۔

"ناگ ان گانٹھوں کے پیچھے چلے جاؤ۔ میں ایک بار پھر اوپر جا کر حالات کا جائزہ لیتی ہوں"

ناگ کو تہہ خانے میں چھوڑ کر ماریا اوپر چلی گئی۔ ناگ ایک بہت بڑی گانٹھ کے پیچھے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ جہاز اسی طرح ڈول رہا تھا۔ ان گانٹھوں کو رسّوں کی مدد سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس لیے وہ لڑھک نہیں رہی تھیں۔ مگر جہاز لنگر ٹوٹ جانے کے بعد کھلے سمندر میں ایک طرف کو منہ اٹھائے چلا جا رہا تھا۔ اچانک رسّی ٹوٹ گئی اور ایک بہت بڑی گانٹھ ٹوٹ کر زور سے جہاز کے پیندے کی دیوار سے ٹکرائی۔ اس کا اتنا شور پیدا ہوا کہ اوپر سے دو ملاح دوڑے دوڑے نیچے آئے۔ وہ لمبے لمبے آنکڑوں کی مدد سے گانٹھ کے بنڈل کو دوبارہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیچھے کھینچ کر باندھنے کی کوشش کرنے لگے۔
اچانک ایک ملاح کی ناگ پر نظر پڑ گئی۔ وہ چیخ مار کر
بولا۔

"سانپ! سانپ!"

دوسرے ملاح نے ناگ پر لوہے کے آنکڑے سے حملہ
کر دیا۔ اگر ناگ عین وقت پر چھلانگ لگا کر بنڈلوں کے
پیچھے نہ بھاگ جاتا تو وہ شدید زخمی ہو سکتا تھا۔ جہاز
میں شور مچ گیا کہ نیچے ایک سانپ ہے۔ کئی ملاح تلواریں اور
نیزے لے کر آ گئے۔ کیونکہ جہاز میں سانپ کی موجودگی ان کے
لیے سخت خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ ناگ کو بھی پریشانی
ہوئی کہ کہیں یہ کم بخت اسے ہلاک ہی نہ کر دیں۔ وہ بنڈلوں
کے پیچھے سے تیزی سے نکل کر جہاز کے پیندے کی دیوار
پر چڑھا اور اس کی چھت پر سے رینگتا دروازے میں سے
باہر نکل گیا۔ دروازے میں ایک ملاح نیزہ لیے کھڑا تھا۔
ناگ نے اتنی زور سے پھنکار ماری کہ وہ ملاح خوفزدہ
ہو کر بھاگ گیا۔ ناگ جہاز کی نچلی منزل کی راہداری کی چھت
پر رینگتے ہوئے دوسرے کونے والے کیبن کی طرف بڑھا۔
اسے اوپر سے بادل کے گرجنے اور بجلیوں کے کڑکنے کی آوازیں
سنائی دے رہی تھیں۔ وہ حیران تھا کہ بھیانک اوڈان انسانی

کی شکل میں نیچے کیوں نہیں آیا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ
اسے انسانی شکل میں آنے کے لیے لڑکی کے بت کی پیشانی کو
اُنگلی سے چھونا ضروری تھا۔ کیونکہ خانقاہ میں اس نے ایسا
ہی کیا تھا۔ اس نے اُس رات خانقاہ میں آتے ہی بُت
کی پیشانی کو انگلی سے چھوا اور انسان بن گیا جو انتہائی بھیانک
شکل کا انسان تھا اور بُت بھی لڑکی بن گیا تھا۔

ناگ نے دیکھا کہ دوسرا کیبن بند تھا۔ وہ کونے میں
چھپ گیا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ جہاز دائیں بائیں بڑے زور
زور سے ڈول رہا تھا۔ اوپر بادلوں میں بجلیاں کڑک رہی
تھیں۔ بھیانک اوڈان سخت غیض و غضب کے عالم میں تھا۔
اچانک اسے ماریا زینے پر سے نیچے آتی نظر آئی۔ وہ ناگ
کی خوشبو پا کر اس کی طرف آ گئی۔ ناگ نے جان بوجھ کر اسے
نہ بلایا۔ جب وہ قریب آ گئی تو ناگ نے کہا۔

"ماریا! مجھے تمہاری خوشبو آ رہی ہے۔ تم آ گئیں؟"

حالانکہ ناگ ماریا کے دھندلے وجود کو صاف دیکھ رہا
تھا۔ ماریا نے کہا۔

"ہاں۔ میں تمہارے قریب ہی ہوں۔ اوپر تو
طوفان مچا ہوا ہے۔ لگتا ہے جہاز کسی نہ کسی اونچی
لہر سے ٹکرا کر ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ یہ سارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ملاح سمندر میں غرق ہو جائیں گے۔ یہ بہت بُری
بات ہو گی کہ یہ بے گناہ لوگ محض ہماری وجہ سے
سمندر میں غرق ہو جائیں۔"

ناگ نے کہا۔

"تو پھر تمہارے خیال میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟
یہاں سے باہر تو ہم نکل نہیں سکتے۔ اوپر بھیانک
اوڈان نے جہاز کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔"

ماریا بولی۔

"اگر یہاں سے کہیں کوئی ایسی جگہ مل جائے جہاں
سے سمندر نظر آتا ہو تو تم سمندر میں اتر سکتے ہو۔ میں
تو دیوار میں سے بھی گزر کر سمندر کے اندر جا سکتی ہوں۔"

ناگ نے کہا۔

"اس وقت ہم جہاز کے نچلے پیندے میں موجود
ہیں۔ یہ حصہ سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔ یہاں اگر کوئی
سوراخ ہوتا تو سمندر کا پانی اندر آ جاتا۔"

ماریا نے اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا۔

"تم اندر سے باہر کیوں آ گئے ہو؟"

ناگ نے ماریا کو بتایا کہ اندر ملاح آ گئے تھے۔ انہوں نے
مجھے دیکھ لیا اس لیے میں یہاں آ کر چھپ گیا ہوں۔ ماریا

کہنے لگی۔

"جب سے اوپر بادل میں بجلیاں کڑک رہی
ہیں۔ اور بادل گرج رہے ہیں میرے ہاتھ میں جو
بت ہے وہ اس وقت سے کانپ رہا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"یہ بھیانک اوڈان کے خوف کی وجہ سے کانپ
رہا ہے ہمیں اسے بھی اس شیطانی مخلوق سے بچانا
ہے۔ تم ایسا کرو دوسری منزل میں جا کر دیکھو۔
سمندر میں داخل ہونے کی کوئی جگہ ہے کہ نہیں؟ مجھے
جلدی آ کر خبر کرنا۔ میں اسی جگہ تمہارا انتظار
کروں گا۔"

ماریا اوپر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد آئی اور بولی۔

"جہاز کی دوسری منزل میں ایک جگہ چھوٹی نالی
ہے۔ جہاں سے باورچی خانے کا پانی سمندر میں
گرتا ہے۔ اگر اس میں خطرہ نہ ہو تو تم اس نالی میں
سے سمندر میں چھلانگ لگا سکتے ہو۔"

ناگ کہنے لگا۔

"تم اس دیوار میں سے سمندر میں داخل ہو جانا میں
نالی میں سے سمندر میں چھلانگ لگاتا ہوں اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سوائے کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ رینگتا ہوا زینے کی چھت پر سے ہوتا دوسری منزل میں آگیا۔ یہاں کچن کے ساتھ ہی دیوار میں ایک جگہ سوراخ تھا۔ ناگ نے اس میں سے گردن باہر نکال کر دیکھا۔ باہر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے مگر سمندر کی سطح بھی بالکل قریب تھی۔ اور بڑی بڑی سمندری لہریں سوراخ سے ٹکرا رہی تھیں اور تھوڑا سا سمندری پانی بھی اندر آجاتا تھا۔

ناگ سوراخ میں گھس کر بیٹھ گیا۔ جونہی سمندر کی ایک بڑی موج بلند ہو کر سوراخ سے ٹکرائی ناگ اس کے اندر پھیل گیا۔ لہر اسے جہاز سے دُور لے گئی۔ ناگ سمندر کے نیچے ہی نیچے اترتا چلا گیا۔ اب اِسے بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک کی آوازیں بالکل سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ اس نے سمندر کی گہرائی میں اُتر کر اوپر دیکھا۔ جہاز کا بہت بڑا پیندا سمندر کی لہروں پر ڈولتا آگے نکل گیا تھا۔ یقیناً بھیانک اوڈان سیاہ طوفان بادل بھی اس کے ساتھ ہی آگے نکل گیا ہو گا۔ ناگ نے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔ وہ ماریا کو تلاش کر رہا تھا۔ ایک طرف سے اسے ماریا کا دُھندلا سایہ سمندر کے پانی کے اندر اس کی طرف آتا نظر آیا۔ ماریا بڑے سکون سے بالکل سیدھی کھڑی ناگ کی طرف بڑھ رہی تھی کیونکہ وہ ناگ کو دیکھ رہی تھی

ناگ بھی ماریا کو اپنی طرف آتا دیکھ رہا تھا مگر اس نے یہی ظاہر کیا کہ وہ اِسے بالکل نہیں دیکھ رہا۔

ماریا قریب آئی تو ناگ بولا۔

"ماریا! تمہاری خوشبو آرہی ہے۔ تم خیریت سے ہو ناں؟"

"ہاں ناگ! تم ٹھیک ہو گیا؟" ماریا نے پوچھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ لڑکی کی مورتی تمہارے پاس ہی ہے؟"

"ہاں ناگ! مورتی میرے پاس ہی ہے۔" ماریا نے جواب دیا۔

ناگ ماریا کے ہاتھ میں لڑکی کی مورتی کو دیکھ رہا تھا مگر وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماریا پر ابھی اس کا یہ راز کھلے کہ وہ مت کال بُوٹی کے سرمے کی وجہ سے اسے دیکھ سکتا ہے۔ چنانچہ اسی لیے اس نے یہ بہانہ کر کے پوچھا کہ مورتی کہاں ہے؟ ماریا بولی۔

"اب ہمیں سمندر کے اندر ہی اندر سفر کرنا ہو گا ناگ۔"

ناگ نے کہا۔

"ہم مشرق کی طرف سفر کریں گے کیونکہ لنکا کا ملک سمندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے مشرق کی طرف ہے۔"

اور وہ سمندر کے اندر ہی اندر مشرق کی طرف رُخ کر کے تیرنے لگے۔ سمندر کی تہہ میں اوپر سے سورج کی ہلکی ہلکی روشنی آرہی تھی۔ اب بادلوں کی گرج اور بجلیوں کی کڑک بالکل غائب ہو چکی تھی۔ ناگ ماریا کے ساتھ ساتھ سانپ کی شکل میں تیر رہا تھا۔ اس نے ماریا سے کہا۔

"میرا خیال ہے اب ہمیں سمندر کی سطح پر نکل آنا چاہئے۔ ہم بھیانک اوڈان کے سیاہ بگولے سے کافی آگے نکل آئے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"تم اسی جگہ سمندر کے نیچے ٹھہرو۔ میں اوپر جا کر دیکھتی ہوں۔"

ماریا بالکل سیدھی سمندر میں اوپر کی طرف چلی گئی۔ ماریا نے سمندر کی سطح سے سر باہر نکال کر دیکھا۔ آسمان بالکل صاف تھا اور سورج مغرب کی طرف سمندر میں غروب ہو رہا تھا جس کی سُرخ شعاعیں سارے سمندر پر پھیل رہی تھی۔ نہ کہیں بھیانک اوڈان کا نام و نشان تھا اور نہ بادبانی جہاز کہیں دکھائی دے رہا تھا۔ ماریا اسی طرح سمندر کے نیچے اتر گئی۔ اس نے ناگ کو سب خیریت ہے کہ خبر دی اور ناگ بھی اس کے ساتھ سمندر کی سطح پر آگیا۔ سورج

کو دیکھ کر انہوں نے اپنے راستے کی سمت مقرر کی اور ماریا نے ناگ کو اُٹھا لیا۔ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی ناگ غائب ہو گیا لیکن عجیب بات تھی کہ ناگ اپنے دُھندلے وجود کو بھی دیکھ رہا تھا۔ یہ اسی مت کال بوٹی کے سُرمے کا اثر تھا۔ ماریا سمندر سے نکل کر اوپر فضا میں بلند ہو گئی اور اس نے انتہائی تیز رفتاری سے مشرق کی طرف اُڑنا شروع کر دیا۔ اسے یقین تھا کہ سری لنکا کا جزیرہ ادھر ہی کو ہے۔ مگر یہ جزیرہ بہت دُور تھا۔ رات ہو گئی۔ سمندر پر تاریکی پھیل گئی۔ ماریا اُڑتی چلی گئی۔ ناگ نے کہا۔

"ماریا! رات کے اندھیرے میں کہیں ہم راستہ نہ بھول جائیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ نیچے اگر کوئی جزیرہ دکھائی دے تو وہاں اتر چلو۔ رات وہاں بسر کر کے دن کی روشنی میں دوبارا اپنا سفر جاری کریں گے۔"

ماریا نے کہا۔

"مجھے نیچے کوئی جزیرہ نظر نہیں آرہا۔"

ماریا پرواز کرتی رہی۔ اس نے ستاروں کا حساب لگا لیا تھا۔ مشرق میں ایک بڑا ستارہ چمک رہا تھا۔ وہ اسی کی طرف جا رہی تھی۔ پھر ایسا ہوا کہ مشرق کی طرف بادل نمودار ہونے لگے۔ ناگ نے کہا۔

"کہیں پھر بھیانک اوڈان تو نہیں آگیا ماریا؟ یہ بادل چلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ رہے ہیں۔"

ماریا نے بادلوں کو غور سے دیکھا اور بولی۔

"میرے خیال میں یہ عام بادل ہیں جو بارش برساتے ہیں۔ مگر اس سے ایک نقصان ہوا ہے کہ اب مجھے راستے کی سمت کا اندازہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ستارہ بادلوں میں گم ہو گیا ہے۔ ہمیں کسی نہ کسی ٹاپو پر اترنا ہی پڑے گا۔"

ناگ اور ماریا دونوں نیچے دیکھنے لگے کہ شاید کہیں کوئی جزیرہ دکھائی دے جائے۔ کافی دُور آگے جانے کے بعد انہیں سمندر کی سطح پر ایک سیاہ دھبہ سا دکھائی دیا۔ ناگ نے کہا۔

"یہ ضرور کوئی جزیرہ ہے ماریا۔ یہاں اتر چلتے ہیں۔"

ماریا بولی۔

"ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

ماریا نے غوطہ لگایا۔ دھبہ بڑا ہوتا گیا۔ پھر اس کی سیاہ چٹانیں رات کے اندھیرے میں دکھائی دینے لگیں۔ ماریا نے کہا۔

"اس جزیرے پر چٹانیں ہی چٹانیں ہیں۔ کوئی درخت نہیں ہے۔ بہر حال میں نیچے اُتر رہی ہوں۔"

ماریا نیچے اتر آئی۔ چٹانوں کے درمیان زمین پر چھوٹے چھوٹے بے شمار پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ اس نے ناگ کو زمین پر رکھ

دیا۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آگیا۔ اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی بولا۔

"ماریا! یہ چھوٹا سا جزیرہ بلکہ ٹاپو غیر آباد لگتا ہے۔ یہاں کہیں سبزہ نہیں۔ کوئی درخت بھی نظر نہیں آ رہا۔"

ماریا کہنے لگی۔

"ہمیں تو صرف رات ہی گزارنی ہے۔ چلو یہاں آگے چل کر کسی چٹان کی کھوہ میں بیٹھ جاتے ہیں۔"

ناگ چٹانوں کے درمیان ایک طرف چلنے لگا۔ چٹانیں ایک دوسری کے بالکل ساتھ ساتھ کھڑی تھیں اور ان کے درمیان تنگ راستہ تھا۔ چاروں طرف سے سمندر کی لہریں آ کر کنارے کی چٹانوں سے ٹکرا کر شور مچا رہی تھیں۔ ماریا بھی ناگ کے ساتھ ساتھ فضا میں تیر رہی تھی۔ لڑکی کی مورتی اس کے ساتھ ہی تھی۔ چلتے چلتے وہ چٹانوں کے بیچ میں ایک ایسی جگہ آ گئے جہاں اندھیرے میں انہیں ایک کھلی جگہ دکھائی دی۔ ماریا نے کہا۔

"یہاں پتھروں کے درمیان بیٹھ کر ہم آسانی سے رات بسر کر سکتے ہیں۔"

ناگ وہیں بیٹھ گیا۔ ماریا اس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔ آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھا گئے تھے۔ مگر بارش نہیں ہو رہی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے کہا۔

"اگر بارش ہوئی تو ہم وہ سامنے والی چٹان کے سائے میں چلے جائیں گے۔"

ناگ بولا۔

"یہاں کھلی جگہ پر ٹھنڈی ہوا اچھی لگتی ہے۔"

اندھیرا بہت تھا مگر ناگ اور ماریا اندھیرے میں آسانی سے دیکھ سکتے تھے اس لیے انہیں اندھیرے سے کوئی دقت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ وہ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں باتیں کرنے لگے کہ ان سے لنکا میں ضرور ملاقات ہو جائے گی

ناگ نے کہا۔

"کیٹی اور تھیوسانگ تو تمہارے کہنے کے مطابق چونکہ میری تلاش میں سری لنکا کے ملک کی طرف گئے تھے اس لیے ان سے ملاقات ہو جانے کا امکان ہے مگر عنبر کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

ماریا بولی۔

"عنبر میرے ساتھ تمہاری تلاش میں شمال کے ملک توران کی طرف گیا تھا۔ وہاں سے ہمارا ہندوستان کی طرف نکل جانے کا پروگرام تھا۔ اس لیے پورا یقین ہے کہ عنبر بھی اس علاقے میں کہیں نہ کہیں ہماری تلاش

میں گھوم رہا ہو گا۔"

وہ باتیں کر رہے تھے کہ انہیں پتھروں کے ٹکرانے کی آواز سنائی دی۔ ناگ چونکنا ہو گیا۔

اس نے ماریا سے کہا۔

"تم نے یہ آواز سنی؟"

ماریا بولی۔

"ہاں۔ ایسا لگتا ہے کوئی زمین کے پتھروں پہ چل رہا ہے۔"

ناگ نے اسی وقت سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ ماریا نے کہا۔ میں جا کر دیکھتی ہوں۔ ماریا فضا میں بلند ہوئی اور اس طرف چلی گئی جس طرف سے انہیں پتھروں پر انسانی پاؤں کے چلنے کی آواز سنائی دی تھی۔ ماریا سامنے والی چٹانوں کی طرف آئی تو اسے روشنی نظر آئی۔ یہ روشنی آگے بڑھ رہی تھی۔ ماریا ذرا آگے گئی تو دیکھا کہ دو آدمی سروں پر ایک بھاری صندوق اٹھائے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے پیچھے پیچھے دو بلے تڑنگے آدمی کمر کے ساتھ تلواریں لٹکائے چلے آ رہے تھے۔ ماریا فوراً سمجھ گئی کہ یہ بحری ڈاکو ہیں۔ جہاز کا ڈاکو کپتان پرانی رسم کے مطابق اپنا خزانہ اس خفیہ جزیرے پر دفن کرنے آیا ہے اور جب یہ دو آدمی خزانے کو زمین میں دبا دیں گے تو یہ ڈاکو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کپتان اِن دونوں کی گردنیں اُڑا دے گا تاکہ خزانے کا کوئی گواہ موجود نہ رہے۔ ماریا نے فوراً ناگ کو جا کر خبر کر دی اور کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا ہمیں اِن دو آدمیوں کو جو خزانہ اٹھاتے چلے آرہے ہیں بچانا چاہیئے" ناگ بولا۔

"اب جبکہ ہم نے انہیں دیکھ لیا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ان دونوں کی جانیں بچائیں" ماریا نے کہا۔

"تو پھر میرے ساتھ چلو۔ حملہ میں کروں گی۔ بچاؤ گے تم"

ناگ نے سانپ کی شکل بدلی اور ماریا کے ساتھ ان چٹانوں کے پیچھے آگیا جہاں ایک طرف صندوق رکھا تھا۔ دو آدمی کدالوں سے زمین کھود رہے تھے۔ باقی دو پیچھے کھڑے تھے۔ جب گڑھا کھد گیا تو بحری ڈاکوؤں کے کپتان نے حکم دیا کہ صندوق اس میں دفن کر دیا جائے۔ دونوں آدمی گڑھے میں صندوق لے کر اُتر گئے۔ پھر انہوں نے اس پر مٹی اور پتھر ڈالنے شروع کر دیئے۔ ماریا نے کہا۔

"کپتان اب اِن پر حملہ کرے گا۔ تم پیچھے سے چلو۔

میں تمہارے ساتھ ہوں ناگ"

ڈاکو کپتان اور اس کے ساتھی نے خاموشی سے تلواریں نیام سے نکالیں۔ دونوں مزدوروں کی پیٹھ اِن کی طرف تھی۔ ڈاکو کپتان نے اپنے ساتھی کو اشارہ کیا کہ حملہ کر کے دونوں مزدوروں کی گردنیں اُڑا دو۔ جونہی انہوں نے تلواریں بلند کیں۔ ماریا نے اِن کو پیچھے سے کھینچ لیا۔ دونوں ہکا بکا ہو کر زمین پر گر پڑے۔ ماریا نے ان کی گردنوں پر اتنی زور سے پاؤں مارا کہ ان کی گردنوں کی ہڈیاں ٹوٹ کر آدھی زمین میں دب گئیں۔

دونوں مزدور حیران پریشان ہو کر ڈاکو کپتان اور اسکے ساتھی کی لاشوں کو دیکھ رہے تھے ماریا نے ناگ کے کان میں کہا۔

"اب تم سامنے آجاؤ"

ناگ فوراً انسان کی شکل میں سامنے آگیا اور اس نے دونوں آدمیوں کو بتایا کہ تمہارا ڈاکو کپتان تمہیں ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ دونوں مزدور ناگ کے قدموں میں گر پڑے۔ اور اس کا شکریہ ادا کرنے لگے۔ ناگ نے پوچھا۔

"تم لوگ کون ہو اور یہاں کیسے آگئے؟"

دونوں مزدور اصل میں بحری ڈاکوؤں کے جہاز پر فرش وغیرہ دھونے کا کام کرتے تھے اِن میں سے ایک کا نام گارشن تھا۔ اس نے ناگ کو بتایا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بھائی تم نے ہماری جان بچائی ہے۔ مگر ساتھ ہی تم نے ہمارے سردار اور اس کے ساتھی کو ہلاک بھی کر دیا ہے۔ اب ہم واپس اپنے جہاز پر گئے۔ تو اس کپتان کے ساتھی ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ ہم دونوں بھائی ہیں اور بحری ڈاکوؤں کے جہاز پر مزدوری کر کے پیٹ پالتے تھے۔ ہم جہاز کا فرش دھوتے تھے اور چھوٹے موٹے کام کرتے تھے۔ ہم نے کبھی لوٹ مار میں حصہ نہیں لیا اور کبھی کسی کی جان بھی نہیں لی۔ مگر اب ہم جہاز پر واپس نہیں جا سکتے۔"

ناگ کو انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کا بحری جہاز جنوب کی جانب چٹانوں کے درمیان پیچھے سمندر میں کچھ فاصلے پر گہرے پانی میں لنگر انداز ہے۔ ناگ نے پوچھا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟"

گارنش کا دوسرا بھائی کہنے لگا۔

"ہمارے محسن! ہم واپس اپنے ملک جانا چاہتے ہیں۔ یہاں اس بے آباد جزیرے پر زندہ نہیں رہ سکتے۔ جہاز پر گئے تو کپتان کے ساتھی ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ کیونکہ انہیں بہت جلد پتہ چل جائے گا کہ کپتان اور اس کے ساتھی کی لاشیں یہاں پڑی ہیں۔"

ناگ بولا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں تمہارے ملک میں پہنچا دوں گا۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں تمہارے جہاز پر چلتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہاں کے حالات کیا ہیں۔ تم یہاں سے کہیں مت جانا۔"

یہ کہہ کر ناگ جنوبی چٹانوں کی طرف چل پڑا۔ ماریا نے سب کچھ سن لیا تھا۔ وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ ذرا آگے جا کر اس نے ناگ سے کہا۔

"یہ تو ہم نے خواہ مخواہ کی مصیبت مول لے لی۔ اب ان دونوں بھائیوں کو ان کے ملک کیسے پہنچائیں گے؟"

ناگ نے کہا۔

"جہاز بحری ڈاکوؤں کے قبضے میں ہے جو لوگوں کے دشمن ہیں اور بے قصور لوگوں کا مال لوٹتے اور انہیں ہلاک کرتے پھرتے ہیں۔ ہمیں ان انسان دشمن درندوں سے انسانوں کو بچانا ہو گا۔ ہم جہاز ان دو بھائیوں کے قبضے میں کر دیں گے۔"

ماریا بولی۔

"چلو۔ چل کر دیکھتے ہیں کہ ہم ان دونوں کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جزیرے کے جنوبی کنارے پر آکر انہوں نے دیکھا کہ دُور سمندر میں ایک چھوٹا بادبانی جہاز لنگر ڈالے کھڑا تھا اس میں کہیں کہیں لیمپ روشن تھے۔ کنارے پر ایک کشتی بھی کھڑی تھی۔ اسی کشتی پر ڈاکو کپتان اپنا خزانہ لاد کر لایا تھا۔

ماریا بولی۔

"چلو جہاز پر چلتے ہیں۔"

ناگ نے عقاب کی شکل بدلی اور وہ دونوں فضا میں اُڑتے ہوئے جہاز کے عرشے پر پہنچ گئے۔ ماریا تو سوائے ناگ کے کسی کو نظر نہیں آ سکتی تھی۔ ناگ عقاب کی شکل میں جہاز کے پچھلے حصے میں آکر لکڑی کے ایک بڑے صندوق پر بیٹھ گیا۔ جہاز کے فرش پر کچھ بحری ڈاکو بیٹھے اونچی آواز میں ایک دوسرے سے مذاق کر رہے تھے۔ ایک نے جزیرے کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کپتان ابھی تک نہیں آیا۔"

دوسرے ڈاکو نے کہا۔

"چل کر پتہ کرنا چاہیئے۔ اس نے پہلے کبھی اتنی دیر نہیں لگائی۔"

فوراً چار ڈاکوؤں نے ایک دوسری کشتی سمندر میں اتاری اور اس میں بیٹھ کر چپو چلاتے خاموش اندھیری رات میں جزیرے

کی طرف روانہ ہو گئے۔ ماریا نے ناگ سے کہا

"تم اسی جگہ بیٹھے رہو ناگ! میں جزیرے میں جا کر دونوں مزدور بھائیوں کی حفاظت کرتی ہوں۔ کیونکہ ان لوگوں نے وہاں کپتان اور اس کے ساتھی کی لاشیں دیکھیں تو مزدور بھائیوں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

ناگ وہیں صندوق پر بیٹھا رہا اور ماریا جزیرے کی طرف پرواز کر گئی۔ اندھیری رات میں چاروں ڈاکو کشتی چلاتے کنارے پر آکر اتر گئے۔ انہوں نے اپنی کشتی بھی کپتان کی کشتی کے ساتھ کھڑی کی اور جزیرے کی چٹانوں کی طرف چلنے لگے۔ ان میں سے ایک نے ہاتھ میں مشعل تھام رکھی تھی۔ اس کی روشنی میں وہ آگے بڑھ رہے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آتشی سانپ کا زہر

جزیرے میں پہنچ کر انھوں نے اپنے سردار کو آوازیں دیں۔ دونوں بھائیوں نے اپنے ساتھیوں کی آوازیں سنیں تو ڈر کر ایک چٹان کے کھوہ میں چھپ گئے۔ چاروں ڈاکو مشعل کی روشنی میں اس جگہ پہنچ گئے جہاں خزانے کا صندوق ایک گڑھے میں پڑا تھا اور پاس ہی اِن کے کپتان اور اس کے ساتھی کی لاشیں پڑی تھیں۔ ان کی تو آنکھیں سُرخ ہو گئیں۔ انہیں یقین ہو گیا کہ جو دو مزدور بھائی خزانے کا صندوق اٹھا کر یہاں آئے تھے انھوں نے ہی کپتان اور اس کے ساتھی کو مار دیا ہے۔ وہ تلواریں کھینچ کر ان کو تلاش کرنے لگے۔ ماریا اِن کے سروں کے اوپر ان کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

یہ چاروں خونی ڈاکو اس چٹان کے قریب سے گزرے جس کی کھوہ میں دونوں بھائی ڈر کے مارے چھپے ہوئے تھے۔ مشعل کی روشنی میں ڈاکوؤں نے انہیں دیکھ لیا تھا۔ فوراً تلواریں لہراتے ان کی طرف بڑھے مگر انہیں خبر نہیں تھی کہ کھوہ کے باہر ماریا کھڑی

تھی۔ دونوں بھائیوں نے ڈاکوؤں کو آتے دیکھا تو چیخ مار کر بولے۔
"ہم نے کپتان کو نہیں مارا۔ ہمیں نہ مارو"

مگر ڈاکو بھلا کب سنتے تھے۔ وہ تلواریں لہراتے کھوہ میں داخل ہوتے ہی تھے کہ جو سب سے آگے تھا وہ منہ کے بل آگے کو گرا۔ ماریا نے اس کی گردن پر زور سے ہاتھ مار دیا تھا۔ وہ ابھی اُٹھ ہی رہا تھا کہ ماریا نے دوسرے کو بھی گرا دیا۔ پھر تیسرے اور چوتھے کو بھی ایسی ضرب لگائی کہ چاروں کے چاروں زمین پر شدید زخمی حالت میں بے ہوش پڑے تھے۔ دونوں بھائیوں کی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ کون سی طاقت ہے کہ جو ان کی مدد کر رہی ہے۔ وہ کھوہ میں سہمے ہوئے بیٹھے تھے کہ ماریا نے کہا۔

"میں سمندروں کی دیوی ہوں۔ میں تمہاری مدد کو آئی ہوں۔ تم یہاں سے نکل کر کشتی میں بیٹھ کر اپنے جہاز کی طرف چلو"

دونوں بھائی ڈر رہے تھے۔ مگر ماریا نے کہا:

"میں جو کہتی ہوں وہ کرو۔ خوف نہ کھاؤ۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ خزانہ بھی اپنے ساتھ کشتی میں رکھ لو"

دونوں بھائی ڈرتے ڈرتے کھوہ میں سے نکلے اور خزانے والا صندوق سروں پر اُٹھائے سمندر کے کنارے آ گئے۔ صندوق

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کشتی میں رکھا اور جہاز کی طرف چل پڑے ۔ ماریا نے کہا ۔

"میں جہاز پر جا رہی ہوں ۔ تم بلا دھڑک چلے آؤ خبردار ڈرنا بالکل نہیں ۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا ۔"

دونوں بھائی سہمے ہوئے تھے ۔ ان کا عقیدہ تھا کہ سمندر کی دیوی مصیبت زدوں کی مدد کے لیے کبھی کبھی سمندر سے نکل آیا کرتی ہے ۔ وہ خاموشی سے کشتی جہاز کی طرف لیے جا رہے تھے ۔ ماریا تیزی سے جہاز پر جا پہنچی ۔ ناگ کو سارے حالات بیان کیئے اور کہا ۔

"جہاز پر جتنے ڈاکو ہیں ۔ ان سب کو سمندر میں پھینک رہی ہوں ۔"

ناگ نے کہا ۔

"وہ یہ تم کس طرح کرو گی ؟"

ماریا بولی ۔

"تم دیکھتے رہو ۔"

ماریا نے ایک جگہ سے مشعل اٹھائی اور جہاز کے کونے پر ہوا میں لہرا کر بولی ۔

"سب یہاں آجاؤ ۔"

اس نے اپنی آواز میں دبدبہ اور رعب پیدا کر لیا تھا ۔

ماریا نے بلند آواز میں کہا ۔

"یہاں آجاؤ ۔ میں سمندر کی دیوی ہوں ۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ جہاز کے عرشے پر جمع ہو جاؤ ۔ جو یہاں نہیں آئے گا وہ جہاں ہو گا موت کی نیند سو جائے گا ۔"

ڈاکو اگرچہ بڑے سنگ دل اور وحشی تھے مگر جاہل اور توہم پرست تھے ۔ دیوی دیوتاؤں پر بے حد اعتقاد رکھتے تھے ۔ فوراً سارے کے سارے ڈاکو جہاز کے عرشے پر آ کر جمع ہو گئے انہوں نے دیکھا کہ جہاز کے کونے پر ایک روشن مشعل ہوا میں اپنے آپ لہرا رہی ہے تو ان پر خوف طاری ہو گیا ۔ انہیں یقین ہو گیا کہ سمندری دیوی ان کے پاس خود آئی ہے ۔ ماریا نے بلند آواز میں کہا ۔

"میں پانچ تک گنتی گنوں گی ۔ اس گنتی کے پورے ہونے تک جس نے سمندر میں چھلانگ نہ لگائی میں کھڑے کھڑے اس کی جان قبض کر لوں گی ۔"

ماریا نے گنتی کرنی شروع کر دی ۔ ڈاکوؤں میں ہڑبونگ مچ گئی ۔ ان میں سے ہر ایک کو یقین تھا کہ اگر وہ گنتی پوری ہونے تک جہاز کے عرشے پر کھڑا رہا تو اس کی جان قبض کر لی جائے گی ۔ ماریا کی گنتی ابھی چار تک پہنچی تھی کہ سارے ڈاکو سمندر میں چھلانگیں لگا چکے تھے ۔ ماریا نے چلا کر کہا ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جزیرے کی طرف چلے جاؤ۔ خبردار جس نے اس جہاز کا رُخ کیا تو وہیں اس کی جان نکل جائے گی۔"

ناگ نے دیکھا کہ سارے ڈاکو دیوانہ وار ہاتھ پاؤں مارتے جزیرے کی طرف تیرتے چلے جا رہے تھے۔ اس اثنا میں دوسری طرف سے دونوں بھائی بھی کشتی لے کر جہاز کے ساتھ آن لگے۔

ماریا نے اوپر سے آواز دی۔

"خزانے کو اوپر لے کر خود بھی آجاؤ۔"

اوپر ناگ کو انسانی شکل میں دیکھ کر دونوں بھائی اس کے قدموں میں گر پڑے۔ اب وہ اسے دیوتا سمجھ رہے تھے۔

ماریا نے کہا۔

"یہ دیوتا ہے اور میں تمہاری سمندری دیوی ہوں۔"

دونوں بھائی چونک کر جدھر سے آواز آئی تھی اِدھر دیکھنے لگے۔ گارشن بولا۔

"دیوی جی! تم نے اور دیوتا نے ہماری جان بچائی ہے۔ ہم ساری زندگی تمہارا احسان یاد رکھیں گے۔ مگر جہاز کے سارے ڈاکو جزیرے کی طرف کیوں چلے گئے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"وہ اب اِدھر کا رُخ نہیں کریں گے۔ اس جہاز کے

مالک اب تم دونوں بھائی ہو۔ چونکہ تم نے کبھی کسی انسان کو نہیں مارا۔ کبھی لوٹ مار میں حصّہ نہیں لیا بلکہ جہاز میں محنت مزدوری ہی کی ہے اس لیے تمہیں یہ انعام دیا جاتا ہے کہ جہاز کے ساتھ ساتھ اس خزانے کے بھی اب تم ہی مالک ہو۔"

دونوں بھائی تو حیران رہ گئے۔ ناگ نے کہا۔

"کیا تم دونوں اس جہاز کے ذریعے اپنے وطن پہنچ سکو گے؟"

گارشن نے کہا۔

"ہاں میرے دیوتا! ہمارا وطن یہاں سے شمال مغرب کی طرف چار دن اور تین راتوں کے سمندری سفر کے فاصلے پر ہے۔ ہم جہاز کو چلا سکتے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم اس جہاز کا لنگر اٹھاؤ اور اپنے وطن کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ لیکن میری ایک شرط ضرور پوری کرنا۔"

"وہ کیا دیوی جی! آپ حکم کریں۔ ہم اسے ہر حالت میں پورا کریں گے۔"

ماریا نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جو خزانہ تم اپنے ساتھ لیے جا رہے ہو اس میں سے آدھا خزانہ غریبوں، محتاجوں اور بیواؤں میں خیرات کر دینا۔ اگر تم نے یہ شرط پوری نہ کی تو میں تمہارے پاس پہنچ کر تمہیں بھی موت کی نیند سلا دوں گی۔"

دونوں بھائی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور بولے۔

"دیوی ماتا! ہم اپنے ملک جاتے ہی سب سے پہلا کام یہی کریں گے کہ آدھا خزانہ غریبوں محتاجوں اور بیواؤں میں خیرات کر دیں گے۔ آپ بے شک وہاں پہنچ کر دیکھ لیں۔"

ماریا نے کہا۔

"مجھے تم پر یقین ہے لیکن میں اس وقت وہاں موجود ہوں گی۔ جب تم غریبوں میں آدھا خزانہ خیرات کر رہے ہو گے۔ اب لنگر اٹھا کر بادبان کھولو اور اپنے ملک کی طرف روانہ ہو جاؤ۔"

ناگ نے پوچھا۔

"وہ لنکا کا ساحل یہاں سے ———"

ماریا نے جلدی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور آہستہ سے کہا۔

"وہ یہ لوگ ہمیں دیوی دیوتا سمجھ رہے ہیں۔ اگر ہم ان سے لنکا کا ساحل دریافت کریں گے تو یہ بھی سمجھیں گے کہ ہم دیوی دیوتا نہیں ہیں بلکہ کوئی جادوگر ہیں۔"

ماریا نے ایک بار پھر دونوں بھائیوں کو تاکید کی کہ جاتے ہی آدھا خزانہ بانٹ دیں اور ناگ سے کہا۔

"ناگ دیوتا! چلو ہم بھی اپنے ملک کی طرف روانہ ہو جائیں۔"

ناگ نے سانپ کی شکل بدلی تو دونوں بھائی ڈر کر ایک طرف بھاگ گئے۔ ماریا نے ناگ کو اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا۔ وہ غائب ہو گیا۔ ماریا جاتے جاتے بولی۔

"خبردار! امانت میں خیانت نہ کرنا۔ میں تمہارے پاس اسی وقت موجود ہوں گی۔ اگر تم نے ذرا بھی بددیانتی کی تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

دونوں بھائیوں نے سر جھکا دیئے اور ایک زبان ہو کر کہا۔

"دیوی کی شرط ضرور پوری ہو گی۔ آدھا خزانہ غریبوں بیواؤں اور محتاجوں میں ہر حالت میں تقسیم ہو گا۔"

ماریا نے کہا۔

"میں دیکھ لوں گی۔"

اور ناگ کو لے کر جہاز سے اوپر اٹھ گئی اور جزیرے پر آ گئی۔

"جہاز کا لنگر اٹھا کر بادبان کھول دیئے گئے۔ جہاز نے کھلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمندر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ناگ نے کہا۔

"ہم رات بسر کرنے کے لیے اس جزیرے پر اترے تھے اور یہ ہم کس مصیبت میں پڑ گئے۔ کیا خیال ہے رات تھوڑی باقی رہ گئی ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"میری رائے تو یہ ہے کہ ہمیں اپنے سفر پر روانہ ہو جانا چاہیئے۔"

ناگ نے ماریا کی اس رائے کو پسند کیا اور آسمان کی طرف دیکھا۔ بادلوں کے بیچ میں سے مشرق کی سمت ستارہ چمک رہا تھا۔ یہی ان کا راہ نما ستارہ تھا۔ چنانچہ ناگ نے سانپ کی شکل بدلی۔ ماریا نے اسے اٹھا کر اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا اور اسے لے کر فضا میں پرواز کر گئی۔

اب ہم تھوڑی دیر کے لیے عنبر کی طرف چلتے ہیں۔

ماریا جب اس سے جدا ہو گئی بلکہ اس کے ہاتھ سے نکل کر غائب ہو گئی تو وہ ملک بنگال سے نکل کر جنوبی ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسے یہ معلوم تھا تھیوسانگ اور کیٹی ملک لنکا کی طرف گئے ہیں تاکہ ناگ کو وہاں تلاش کرنے کی کوشش کی جائے۔ اسی لیے عنبر بھی جنوبی ملک لنکا کی طرف چل پڑا کہ کیٹی اور تھیوسانگ

سے ہی جا کر ملاقات کرے اور اسے ماریا کے بارے میں بتائے اور ناگ کے بارے میں پوچھے۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں ناگ مل گیا ہو۔

عنبر گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ گھوڑے کو قدم قدم چلاتا جنگلوں، دریاؤں، پہاڑیوں میں سے گزرتا ایک دریا کے کنارے پہنچ کر رک گیا۔ دریا کا پانی بے حد تیزی سے آگے بہہ رہا تھا۔ عنبر اگر گھوڑے کو لے کر دریا میں اترتا ہے تو خطرہ تھا کہ دریا کی تیز لہریں عنبر کا تو کچھ نہ بگاڑ سکیں گی مگر گھوڑے کو ضرور بہا کر لے جائیں گی۔ چنانچہ وہ دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ گھوڑے کو چلانے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید آگے جا کر کہیں کوئی پل آجائے۔ مگر اس زمانے میں دریاؤں پر بہت ہی کم پل ہوا کرتے تھے اور یہ پل بھی کشتیوں کو جوڑ کر اور رسّوں سے باندھ کر بنائے جاتے تھے۔ عنبر کو کوئی ایسا پل بھی نہ ملا۔ پھر بھی وہ چلتا چلا گیا۔ کیونکہ وہ اپنے گھوڑے کو تیز رفتار دریا کی طوفانی لہروں کے سپرد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جس راستے پر عنبر گھوڑے پر سوار چلا جا رہا تھا وہ آگے جا کر ایک پہاڑی کے پیچھے سے گھوم کر آگے جا رہا تھا۔ پہاڑی کے پیچھے ایک چھوٹا سا جنگل تھا جہاں بے شمار درخت تھے۔ ان درختوں میں عنبر کو ایک جگہ سے بھاپ کے بادل اٹھتے دکھائی دینے لگے۔ عنبر حیران ہوا کہ یہ بھاپ کے بادل یہاں کہاں سے اٹھ رہے ہیں؟ کیا یہاں کوئی گرم پانی کا چشمہ؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے گھوڑا اس طرف بڑھایا۔ اس نے درختوں کے قریب جا کر جو منظر دیکھا وہ اتنا حیران کر دینے والا تھا کہ عنبر کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ اس نے دیکھا کہ درختوں کے درمیان بیچوں کے بیچ میں ایک چھوٹا سا تالاب بنا ہوا ہے۔ اس تالاب کے کنارے ایک آدمی بیٹھا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بالٹی ہے۔ وہ تالاب میں سے بالٹی پانی کی بھرتا ہے اور اسے منہ لگا کر پینا شروع کر دیتا ہے۔ بالٹی کا پانی ختم ہوتا ہے تو پھر بالٹی تالاب میں ڈال کر پانی بھرتا ہے اور منہ سے لگا کر غٹا غٹ پی جاتا ہے۔ اس کے جسم سے بھاپ لہروں کی شکل میں نکل نکل کر درختوں میں بادلوں کی طرح بلند ہو رہی ہے۔ عنبر ایسا منظر زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھ رہا تھا۔

اس کے دیکھتے دیکھتے تالاب کے کنارے والا آدمی چھ سات پانی کی بھری ہوئی بالٹیاں پی گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ جو پانی پیتا ہے وہ اس کے جسم میں جا کر بھاپ بن کر اس کے جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔ عنبر گھوڑے سے اتر کر اس آدمی کے پاس گیا۔ اس آدمی نے عنبر کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اپنے کام میں لگا رہا اور تالاب میں پانی کی بالٹیاں نکال نکال کر پیتا رہا۔ تھوڑی ہی دیر میں تالاب کا سارا پانی ختم ہو گیا۔ خدا جانے اس آدمی کو کیسی پیاس لگتی تھی کہ جو بجھنے کا نام

ہی نہیں لیتی تھی۔ جب وہ تالاب کا سارا پانی پی چکا تو اس کے جسم سے بھاپ نکلنا بھی بند ہو گئی۔ پھر وہ گھاس پر بیٹھ گیا۔ دونوں ہتھیلیاں زمین پر ٹکا دیں اور آہستہ آہستہ اپنے سر کو اوپر نیچے کرنے لگا۔ عنبر اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور بولا۔

"میرے بھائی! تم کون ہو اور یہ تم پر کیسی آفت آن پڑی ہے کہ پورے تالاب کا پانی پی گئے؟"

اس آدمی نے حسرت بھری نظروں سے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا۔

"میرا نام بھاسکر ہے۔ یہ مجھے میرے برے عملوں کی سزا ملی ہے۔"

عنبر نے پوچھا۔

"تم نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے بھائی کہ تجھے یہ سزا ملی ہے؟"

بھاسکر بولا۔

"میرے کھیتوں میں ایک کنواں تھا۔ جس کا پانی میں اپنی فصلوں کو دیا کرتا تھا۔ ایک بار ایک فقیر وہاں آیا اس نے مجھ سے پانی مانگا۔ اس وقت میں کھیتوں میں کنوئیں کا پانی لگا رہا تھا۔ میں نے اسے جھڑک دیا۔ کہ دیکھتے نہیں میں اپنی فصل کو پانی دے رہا ہوں۔ دریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر جا کر پانی پی لو۔ چلو۔ میں نے واقعی اسے بُری طرح سے جھڑک دیا۔ فقیر نے جاتے جاتے کہا اچھا بابا۔ بھگوان کرے کہ تجھے بھی میری طرح پیاس لگے اور تمہاری پیاس کبھی نہ بجھے۔ یہ کہہ کر فقیر چلا گیا۔ میں نے کوئی خیال نہ کیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ کھیت میں سے ایک سانپ نکل آیا اور اس نے میری ٹانگ پر ڈس دیا۔ اس کے ڈستے ہی جیسے میرے اندر آگ لگ گئی۔ میں نے کنوئیں کا پانی پینا شروع کر دیا۔ جوں جوں پانی پیتا گیا میری پیاس بڑھتی گئی اور پانی میرے جسم کے اندر جا کر بھاپ بن کر ____ خارج ہونے لگا۔ میں نے سارے کنوئیں کا پانی ختم کر دیا۔ مگر پیاس اب بھی ختم نہ ہوئی۔ گاؤں کے دوسرے کنوئیں کی طرف بھاگا اور اُسے بھی ختم کر دیا۔ یوں میں نے دو دنوں میں گاؤں کے تینوں کنوئیں پانی سے خالی کر دیئے۔ میرے گھر والے مجھ سے تنگ آ گئے۔ کیونکہ میں ان کے لیے گھر میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑتا تھا۔ گاؤں والوں نے جب دیکھا کہ میں نے کنوؤں کو خالی کرنا شروع کر دیا ہے تو انہوں نے مجھے گاؤں سے نکال دیا۔

میں نے دریا کا رُخ کیا مگر دریا کا پانی ریتلا تھا اس کی وجہ سے میرے پیٹ میں شدید درد شروع ہو گیا۔ میں نے ایک تالاب کو تلاش کر لیا اور اسے بھی خالی کر دیا۔ وہ تالاب ایک باغ کے مالک کا تھا۔ اس نے جو دیکھا کہ اس کے تالاب کا پانی میں نے ختم کر دیا ہے تو اس نے اپنے ملازموں سے میری خوب پٹائی کروائی اور پھر مجھے دریا کے کنارے اس جنگل میں لا کر پھینک دیا۔ اس بات کو چھ مہینے ہو گئے ہیں۔ تب سے میں اس تالاب کے کنارے بیٹھا ہوں۔ خوش قسمتی سے یہاں مجھے ایک قدرتی تالاب بھی مل گیا۔ جب مجھے صبح کے وقت پیاس لگتی ہے تو میں اس قدرتی تالاب پر بالٹی لے کر آ جاتا ہوں اور بالٹیاں بھر بھر کر تالاب کا پانی پینا شروع کر دیتا ہوں۔ جتنا پانی پیتا ہوں وہ سارے کا سارا میرے جسم میں موجود سانپ کے زہر کی گرمی سے بھاپ بن کر اُڑ جاتا ہے۔ تالاب کا پانی ختم ہو جاتا ہے تو میں کچھ دیر کے لیے بیٹھ جاتا ہوں تالاب میں سے نیچے سے پانی دوبارہ آنے لگتا ہے اور جب وہ چند گھنٹوں کے بعد بھر جاتا ہے تو میں بالٹی لے کر دوبارہ پانی پینا شروع کر دیتا ہوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ کام میں کئی مہینوں سے کر رہا ہوں۔ میں یہ تالاب چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ شہر میں لوگ مجھے بھوت سمجھ کر ڈرنے لگے ہیں۔ کوئی مجھے اپنے قریب نہیں آنے دیتا۔ بس یہ میری دُکھ بھری داستان ہے۔ کاش! میں اس فقیر کے ساتھ بد دعائی نہ کرتا۔ اور اس کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتا۔"

عنبر نے بد قسمت بھاسکر کی ساری کہانی سُن کر کہا۔

"میرے بھائی تمہاری دکھ بھری کہانی نے میرا دل ہلا دیا ہے کیونکہ تم جس مشکل میں گرفتار ہو اس میں سے تو میں تمہیں نہیں نکال سکتا لیکن میری ایک تجویز ہے اگر تم چاہو تو اس پر عمل کر کے اس قیامت کی پیاس سے تھوڑی دیر کے لیے نجات حاصل کر سکتے ہو"

بے چارے بھاسکر نے تالاب میں جمع ہوتے پانی کی طرف حریص نظروں سے دیکھتے ہوئے بے تابی سے کہا۔

"میرے بھائی تمہارے پاس میرے مرض کا علاج نہیں ہو سکتا۔ میرا مرض لا علاج ہے۔ کیونکہ یہ مرض ہی نہیں خدا کی طرف سے دی گئی سزا بھی ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"اللہ میاں انسان کو معاف بھی کر دیا کرتا ہے میں تمہیں

اس جنگل ہی سے لے کر ایک ایسی جنگلی بوٹی کھلاؤں گا کہ جس کے کھانے سے تمہیں چوبیس گھنٹے تک پیاس نہیں لگے گی۔ اس کے بعد تمہیں پھر پانی پینا ہو گا۔ اس کے بعد تم پھر چوبیس گھنٹے کے لیے جنگلی بوٹی کھا کر اس اندھی پیاس سے خلاصی حاصل کر سکو گے۔"

بھاسکر نے اداس نظروں سے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا

"لیکن بھائی مجھے اس سے کیا فائدہ ہو گا؟ جب چوبیس گھنٹوں کے بعد بھی یہ پیاس لگنی ہی ہے تو پھر بوٹی کھانے سے کیا فائدہ؟"

عنبر بولا۔

"میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میرا ایک بھائی ہے
ر گا۔ میں اسی کی تلاش میں جا رہا
ہو کا علاج ہے۔ وہ تمہیں
سے ہمیشہ کے

بھاسر
"کیا تم
کے پاس میر
عنبر بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرے دوست! ہمیں خدا کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ میرا بھائی تمہیں ٹھیک کر دے گا اور تم پھر پہلے کی طرح ایک عام انسان کی طرح زندگی بسر کرنے لگو گے۔"

"تو پھر میں تمہارے ساتھ ہی چلوں گا۔ مجھے تم جنگلی بوٹی کھلا دو۔ کم از کم چوبیس گھنٹوں کے لیے تو اس بھیانک پیاس سے نجات مِلے گی۔"

عنبر نے کہا۔

"تم اسی جگہ بیٹھو۔ میں جنگل میں بوٹی تلاش کر کے لاتا ہوں۔" عنبر گھوڑا وہیں چھوڑ کر جنگل میں نکل گیا۔ وہ جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا۔ بہت جلد اس نے وہ خاص بُوٹی ڈھونڈھ لی اور واپس تالاب کی طرف چلا۔ تالاب پر آ کر دیکھا کہ بے چارہ بھاسکر پھر تالاب میں سے پانی کی بالٹیاں نکال نکال کر پی رہا تھا اور اس کے جسم سے پانی بھاپ بن کر خارج ہو رہا تھا۔ اتنی دیر میں تالاب پانی سے بھر چکا تھا۔ عنبر اس سے ذرا پرے ہٹ کر بیٹھ گیا۔ بھاسکر پانی کی بالٹیاں بھر بھر کر پی رہا تھا۔ جب تالاب کا پانی ایک بار پھر ختم ہو گیا تو وہ گھاس پر ہتھیلیاں رکھ کر بیٹھ گیا اور ہانپنے لگا۔

اس کے جسم سے بھاپ خارج ہونا بند ہو گئی تھی۔

ہو جاؤ گے۔ چلو۔"

بھاسکر نے پوچھا کہ ہم کدھر جائیں گے؟ عنبر نے کہا۔

"میں جنوب کے ملک لنکا میں جانا چاہتا ہوں۔ کیا تمہیں اس ملک کا راستہ معلوم ہے؟"

بھاسکر کہنے لگا۔

"کیوں نہیں۔ میں لنکا کئی بار گیا ہوں۔ وہاں میرا ایک رشتے دار رہتا ہے۔ وہ شیلام مندر کا پجاری ہے۔ تمہارے بھائی کا اس سے پتہ مل جائے گا۔ میرے رشتے دار پجاری لنکا ملک میں کئی سالوں سے رہ رہا ہے۔"

عنبر بڑا خوش ہوا کہ اسے ایک اچھا گائیڈ مل گیا ہے جو اسے لنکا پہنچا سکتا ہے۔ اس نے بھاسکر کو اپنے گھوڑے پر اپنے ساتھ بٹھایا اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ بہت دور جا کر ایک گاؤں آ گیا۔ اس گاؤں میں پہنچ کر عنبر نے ایک نیا گھوڑا خریدا۔ اس پر بھاسکر کو سوار کرایا اور اب وہ دونوں الگ الگ گھوڑوں پر بیٹھ کر لنکا کی جانب چل پڑے۔

ایک طرف عنبر بھاسکر کے ساتھ لنکا کی طرف جا رہا ہے اور دوسری طرف ناگ اور ماریا بھی سمندر کے اوپر پرواز کرتے ہوئے ملک لنکا کی طرف چلے جا رہے تھے۔ تیسری طرف تھیوسانگ اور کیٹی بھی لنکا میں تھے۔ اب ہم تھیوسانگ اور کیٹی کے بارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پتہ کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کو بتلاتے ہیں کہ جب وہ دونوں ملک لنکا پہنچے تو ان کے ساتھ کیا گزری۔ تھیوسانگ اور کیٹی کا لباس عام ہندوستانی لوگوں ایسا تھا۔ اگرچہ وہ دونوں خلائی مخلوق تھے۔ مگر اس وقت بالکل ہندوستان کے رہنے والے معلوم ہوتے تھے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ ہندوستان میں رہنے والی عورتوں کی آنکھیں سیاہ ہوتی ہیں۔ جبکہ کیٹی کی آنکھیں ہلکی نیلی تھیں۔ تھیوسانگ اور کیٹی ایک قافلے کے ساتھ سفر کرتے ملک ہندوستان کی جنوبی کھون میں پہنچ گئے۔ آگے سمندر تھا جو لنکا تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ سمندر آج بھی لنکا اور ہندوستان کے درمیان موجود ہے۔ اس کا سمندری فاصلہ ۲۵ کلو میٹر ہے۔ تھیوسانگ اور کیٹی نے سمندر کا سفر ایک بڑی کشتی میں بیٹھ کر طے کیا۔ دوپہر کے وقت وہ ملک لنکا کی سرحد میں داخل ہو گئے۔ یہاں سے انہوں نے ایک ایسا قافلہ پکڑا جس میں بیل گاڑیاں تھیں۔ ان بیل گاڑیوں میں مسافر بیٹھے تھے جو لنکا کے دارالحکومت یعنی اس زمانے کے لنکا کے صدر مقام لنکا تک جاتا تھا۔ لنکا کے صدر مقام کا نام بھی لنکا ہی تھا۔ اس پر ایک راجہ دشام حکومت کرتا تھا۔ لنکا شہر میں اس کا ایک شاندار محل تھا۔

تھیوسانگ اور کیٹی نے ملک لنکا میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے فضا میں گہرے سانس لے کر ناگ کی خوشبو سونگھنے

کی کوشش کی مگر ناگ کی خوشبو فضا میں موجود نہیں تھی۔ تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔

"ناگ کی خوشبو یہاں نہیں آ رہی کیٹی!"

کیٹی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے جہاں ہم جا رہے ہیں وہاں ناگ کی خوشبو آ جائے۔ لنکا شہر یہاں سے کتنی دور ہو گا؟"

تھیوسانگ بولا۔

"یہاں ایک آدمی نے مجھے بتایا تھا کہ دس روز لگیں گے ہمیں لنکا شہر تک پہنچنے میں۔"

کیٹی نے سر جھکا لیا اور بولی۔

"اب ناگ وہاں مل جائے تو اچھا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے تھیوسانگ؟"

تھیوسانگ ایک بیل گاڑی میں کیٹی کے ساتھ بیٹھا تھا۔ کہنے لگا۔

"اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کیٹی۔ بہر حال ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ ناگ ہمیں ضرور مل جائے گا۔"

بیل گاڑی میں دو تین عورتیں اور مرد بھی آ کر بیٹھ گئے۔ اور بیل گاڑیوں کا یہ قافلہ جنگل میں بنی ہوئی سڑک پر شہر لنکا کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسی طرح جنگلوں پہاڑوں میدانوں میں سفر کرتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیل گاڑیوں کا یہ قافلہ تھیوسانگ اور کیٹی کو لے کر دس روز کے بعد لنکا شہر پہنچ گیا۔ آج سے سینکڑوں سال پرانا شہر لنکا ایک فصیل کے اندر بنا تھا۔ فصیل کے چار بڑے دروازے تھے۔ شہر کے اندر راجہ وشام کا محل تھا۔ یہاں بہت سبزہ تھا۔ دریا اور چھوٹی چھوٹی ندیاں تھیں۔ لنکا شہر سمندر کے کنارے آباد تھا۔ ایک طرف سمندر کی لہریں ساحل پر آکر دور تک جاتی تھیں اور پھر واپس سمندر میں چلی جاتی تھیں۔ یہاں غریب لوگوں کے بے شمار جھونپڑے ناریل کے درختوں کے نیچے بنے ہوئے تھے۔ یہ ماہی گیر تھے جو سمندر میں مچھلیاں پکڑتے اور انہیں ٹوکروں میں بھر کر شہر لے جا کر بیچ دیتے تھے۔ تھیوسانگ اور کیٹی کے پاس بہت تھوڑے سکے رہ گئے تھے۔ یہ بھارت کے راجہ واڑوں کے سکے تھے جو چاندی کے تھے اور لنکا میں بھی چلتے تھے۔ کیٹی نے کہا۔

”ناگ کی خوشبو اس شہر میں بھی نہیں ہے وسانگ“

تھیوسانگ پہلے ہی محسوس کر چکا تھا کہ شہر میں ناگ کی خوشبو کہیں نہیں ہے۔

کہنے لگا۔

”ہو سکتا ہے کسی وجہ سے ناگ کے جسم کی خوشبو رُک گئی۔ وہ کسی طلسم میں بھی تو گرفتار ہو سکتا ہے۔ ہم کل اس کی تلاش میں نکلیں گے۔ ابھی رات ہونے

والی ہے۔ شہر میں جانا بے کار ہو گا“

کیٹی یہ کہہ کر خاموش ہو گئی کہ کل ناگ کو تلاش کریں گے۔

Uploaded for:
Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

منگلا دیوی کا ترشول

لنکا شہر پر ساری رات بادل گرجتے رہے۔ بارش ہوتی رہی۔ صبح ہوئی تو سورج بادلوں کے پیچھے کہیں غائب تھا۔ بارش ابھی تک ہو رہی تھی۔ تھیوسانگ اور کیٹی نے سرائے کے برآمدے میں آکر بارش کو دیکھا تو تھیوسانگ بولا۔

"اس شہر میں بارشیں بڑی موسلا دھار ہوتی ہیں۔"

سامنے ناریل کے درخت کے نیچے گھاس پر کتنے ہی ناریل گرے پڑے تھے۔ کیٹی بارش میں بھاگ کر گئی اور ایک ناریل اٹھا لائی کہنے لگی۔

"تھیوسانگ! اس کے اندر جو پانی ہوتا ہے وہ بڑا میٹھا ہوتا ہے۔ میں اسے توڑتی ہوں۔"

اتنے میں سرائے کا کالا کلوٹا ٹھگنا مالک بھاگا ہوا آیا اور بولا۔

"اس ناریل کو مت توڑنا۔"

تھیوسانگ اور کیٹی نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا۔ تھیوسانگ

نے پوچھا۔

"کیوں بھائی اس ناریل میں ایسی کون سی بات ہے؟"

سرائے والے نے کہا۔

"تم مسافر ہو۔ تم کو معلوم نہیں۔ میں نے تم کو بہت بڑی آفت سے بچا لیا ہے۔ ناریل کے یہ درخت منگلا دیوی کے ہیں۔ ان درختوں سے جو ناریل گرتے ہیں وہ بھی منگلا دیوی کے ہی ہوتے ہیں۔ ہمیں انہیں منگلا دیوی کے مندر میں لے جا کر اس کی مورتی کے آگے رکھ دیتے ہیں۔ منگلا دیوی رات کو آتی ہے اور ناریلوں کا سارا میٹھا رس پی لیتی ہے۔ یہ ناریل گھاس پر جا کر رکھ آؤ۔"

کیٹی نے اپنی خلائی زبان میں تھیوسانگ سے کہا۔

"یہ جاہل وہم پرست لوگ ہیں۔ بھلا ناریل بھی کسی دیوی کی ملکیت ہوتے ہیں؟ یہ تو قدرت سب کے لیے پیدا کرتی ہے۔ میں اسے واپس نہیں رکھوں گی۔"

تھیوسانگ نے اسے خلائی زبان میں کہا۔

"نہیں کیٹی۔ یہ لوگ جیسے کہتے ہیں ویسے ہی کرو۔ ہمیں یہاں رہنا ہے اس لیے ان لوگوں کی دشمنی مول نہیں لے سکتے۔ جاؤ میرے کہنے پر ناریل واپس گھاس پر دوسرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناریلوں کے پاس رکھ آؤ۔"

کیٹی کو غصہ تو بہت آیا مگر تھیوسانگ کے کہنے پر وہ بڑبڑاتی ہوئی بارش میں گئی۔ اور ناریل گھاس پر پھینک آئی۔ سرائے والے نے خوش ہو کر کہا۔

"شاباش بیٹی! تم مصیبت سے بچ گئی ہو۔"

بارش سارا دن ہوتی رہی۔ تھیوسانگ اور کیٹی سرائے سے نکل کر ناگ کو ڈھونڈنے شہر کی طرف نہ جا سکے۔ وہیں سرائے میں بیٹھے عنبر ماریا اور ناگ کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ مگر کیٹی کو اس بات کا ابھی تک غصہ تھا کہ سرائے کے مالک نے اس سے ناریل واپس کیوں لیا؟ اس کا دل ناریل کا میٹھا پانی پینے کو چاہ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے اس سے کہا کہ بارش رکتی ہے تو وہ اسے دوسرے باغ سے جا کر دو ناریل لا دے گا۔ اس ملک میں ناریل کے بے شمار درخت تھے۔ کیٹی خاموش ہو گئی مگر دل میں اب اس کو ضد ہو گئی تھی کہ منگلا دیوی کون ہوتی ہے اس سے ناریل چھیننے والی؟ وہ اسی سرائے کے باغ کا ناریل توڑ کر اس کا پانی پیئے گی۔ چنانچہ جب شام کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تو تھیوسانگ سرائے کے مالک کے پاس یہ پوچھنے چلا گیا کہ یہاں بارش شروع ہوتی ہے تو کب رکتی ہے؟

کیٹی برآمدے میں بانس کے تختے پر بیٹھی باغ میں تک رہی تھی۔ نیم

اندھیرے میں اسے گھاس پر گرے ہوئے تازہ ناریل صاف نظر آ رہے تھے۔ اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا۔ کیٹی ایک ایسے خلائی سیارے سے تعلق رکھتی تھی جہاں سائنس بہت زیادہ ترقی کر چکی تھی ——— اور کوئی وہم نہیں کرتا تھا۔ کیٹی بھاگ کر باغ میں گئی۔ بارش ہو رہی تھی۔ اس نے ایک ناریل گھاس پر سے اٹھایا۔ اور اسے اپنی ساڑھی میں چھپا کر سرائے کی کوٹھڑی میں لے آئی۔ یہاں دیا روشن تھا۔ کیٹی نے ناریل کو غور سے دیکھا۔ وہ بارش میں گیلا تھا۔ کیٹی نے ساڑھی کے پلو سے اسے صاف کیا۔ اس ناریل اور عام ناریل میں کوئی فرق نہیں تھا۔ اس نے سوچا کہ یہاں لوگ کس قدر ان پڑھ اور لکیر کے فقیر ہیں۔ ایسی باتوں پہ یقین کر لیتے ہیں جو سائنس کے اعتبار سے بالکل غلط باتیں ہیں۔ بھلا کسی منگلا دیوی کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ اس ناریل کے اندر گھس کر اس کا رس پیئے؟ یہ ضرور مندر کے پجاری کی سازش ہے جو اس طریقے سے ناریل اپنے قبضے میں کر کے آگے کسی ٹھیکیدار کے ہاتھ فروخت کر کے پیسہ کماتا ہو گا۔ یہ کیٹی کی بھول تھی۔ کیونکہ انسان جس ملک میں جائے اُسے چاہیئے کہ اس ملک کے رسم و رواج کا خیال رکھے۔ اُسے معلوم ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ آج سے سینکڑوں برس پہلے کے لنکا ملک میں تھی جہاں جادو ٹونے اور دیوتاؤں کے طلسم کا بڑا زور تھا۔ اس قسم کے واقعات پہلے بھی عنبر ناگ ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور تھیو سانگ کے ساتھ پیش آ چکے تھے۔ اس لیے کیٹی کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے تھا کہ یہ سائنس کا زمانہ نہیں ہے۔ کیونکہ جوں جوں علم بڑھتا ہے سائنس کی روشنی پھیلتی ہے جادو ٹونہ اور بھوت پریت بھی ختم ہوتے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ علم اور سائنس کی وجہ سے انسان میں اعتماد اور بھروسہ آجاتا ہے اور جس آدمی کو اپنے اوپر بھرپور اعتماد ہو۔ اس کا یقین پختہ ہو۔ اُس پر جادو ٹونے اور بھوت پریت کا بالکل اثر نہیں ہوتا۔ یہی اعتماد اور یقین ہم میں اسلام نے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ ہر سچے مسلمان کو چونکہ اپنے خدا پر یقین ہوتا ہے کہ وہی دنیا کی ہر شے کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہر شے اُس کے حکم سے عمل میں آتی ہے۔ اس لیے اس پر جادو ٹونے اور بھوت پریت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پیارے دوستو! میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ خدا پر پکا یقین رکھنے والے مسلمان پر جادو کا اثر کبھی نہیں ہوتا۔ جادو اور بھوت کا اثر صرف کمزور عقیدے والے لوگوں پر ہوتا ہے۔ چنانچہ ہپنوٹائز بھی وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کی شخصیت کمزور ہوتی ہے۔ طاقتور شخصیت رکھنے والے لڑکے یا لڑکی کو دنیا کا بڑے سے بڑا ماہر بھی ہپنوٹائز نہیں کر سکتا۔ کیٹی کی شخصیت اگرچہ مضبوط تھی اور اُسے بھوت پریت پر یقین بھی نہیں تھا۔ لیکن اس کا یہ ایمان نہیں تھا کہ خدا ایک ہے اور دنیا کی ہر چیز اُسی کے حکم سے حرکت

کرتی ہے وہ جدید سائنسی دور کے سیارے کی مخلوق تھی اور وہ سمجھتی تھی کہ دنیا کی ہر شے اپنے اندر کیمیکل تبدیلیوں کی وجہ سے حرکت میں آتی ہے اور اپنی شکل بدلتی ہے۔ اس اعتبار سے تو پھر جادو ٹونے سے بھی آدمی کے جسم کے مادے میں کیمیکل تبدیلی پیدا کی جا سکتی ہے۔ جادو ٹونے کی کیمیکل تبدیلی کو صرف اسلام پر پکے ایمان کی طاقت ہی روک سکتی ہے۔ اس سے بڑی طاقت دنیا میں اور کوئی نہیں۔ اس لیے تم بھی اپنے اندر ایمان کی پختگی اور طاقت پیدا کرو۔ پھر تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تمہیں ہر آفت سے محفوظ کر دیتا ہے۔ کیٹی کے پاس سائنس کا علم تو تھا مگر ایمان کی دولت اور پختگی نہیں تھی۔ چنانچہ اس کے اندر کسی طلسم کی حرکت سے کیمیکل تبدیلی پیدا ہو سکتی تھی اور ایسا ہی ہوا۔

ناریل کیٹی کے ہاتھ میں تھا اور وہ اُسے بھائی معنی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ باہر بارش کی آواز آ رہی تھی۔ ناریل کے اندر میٹھے پانی کے خیال نے کیٹی کو بے تاب کر دیا۔ کچھ اسے ضد بھی تھی کہ اس کو ناریل اُٹھانے سے کیوں منع کیا گیا تھا۔ پس اس نے ناریل کے اوپر زور سے ہاتھ مارا۔ ناریل اوپر سے ٹوٹ گیا مگر اس کے اندر سے ایسی آواز آئی جیسے کسی عورت نے چیخ ماری ہو۔ کیٹی کے ہاتھ سے ناریل نیچے گر گیا۔ ناریل کا پانی فرش پر بکھر گیا۔ کیٹی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوف زدہ سی ہو کر نارئیل کے دونوں ٹکڑوں کو تکنے لگی۔ اچانک نارئیل کے اندر سے ایک چڑھی ہوئی آنکھوں لٹکتے لمبے بالوں اور ہونٹوں سے باہر نکلی ہوئی لمبی زبان والی ایک عورت باہر نکلی۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کا ترشول تھا۔ گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار تھا۔ کیٹی باہر کو بھاگنے لگی تو ترشول والی عورت نے اپنا ترشول کیٹی کے جسم سے لگا دیا۔ ترشول کے لگتے ہی کیٹی چھوٹی ہونی شروع ہو گئی۔ وہ دیکھتے دیکھتے ہاتھ کی انگلی جتنی چھوٹی ہو گئی۔ اس کے منہ سے ہلکی ہلکی چیخوں کی آواز نکل رہی تھی۔ وہ تھیو سانگ کو آوازیں دے رہی تھی۔ مگر اس کی آواز اتنی چھوٹی اور کمزور تھی کہ بڑی مشکل سے سنائی دے رہی تھی۔ ترشول والی دیوی نے کیٹی کو ترشول کے کانٹوں کے بیچ میں پھنسا کر نارئیل کے اندر ڈال دیا۔ پھر خود بھی نارئیل کے اندر داخل ہو گئی۔ نارئیل کا ٹوٹا ہوا ٹکڑا جڑ گیا اور پھر نارئیل غائب ہو گیا۔

تھیو سانگ سرائے کے مالک کے پاس بیٹھا اس سے باتیں کر رہا تھا۔ سرائے کا مالک اسے بتا رہا تھا کہ لنکا میں برسات کی جھڑیاں بڑی لمبی ہوتی ہیں۔ اور کئی کئی روز تک جاری رہتی ہیں۔ کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد تھیو سانگ اٹھ کر واپس اپنی کوٹھڑی میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ کیٹی وہاں نہیں تھی۔ اس نے سوچا کہ شاید کہیں کسی کام سے گئی ہو گی۔ وہ کوٹھڑی کے سامنے برآمدے میں بانس

کی کرسی پر بیٹھ کر صحن کے باغ میں شام کا اندھیرا پھیلتے دیکھنے لگا۔ نارئیل کے درخت بارش اور اندھیرے میں ڈوبتے چلے جا رہے تھے۔ تھیو سانگ کو خیال آیا کہ کوٹھڑی میں دیا جلا دینا چاہیے۔

وہ اٹھ کر کوٹھڑی میں آ گیا۔

اس نے طاق میں رکھے ہوئے دیئے کو روشن کیا تو اچانک اس کی نگاہ فرش پر پڑی جو گیلا تھا۔ جیسے کسی نے وہاں پانی گرا دیا ہو۔ یہ اصل میں نارئیل کا میٹھا رس گرا ہوا تھا۔ جسے کیٹی نے توڑا تھا۔ تھیو سانگ نے جھک کر دیکھا۔ گیلی جگہ پر چیونٹیاں رینگ رہی تھیں۔ کیونکہ وہ میٹھا رس تھا۔ تھیو سانگ یہی سمجھا کہ کیٹی کے ہاتھ سے شربت گر گیا ہو گا۔ وہ واپس برآمدے میں آ کر بیٹھ گیا۔ سرائے میں تمام کوٹھڑیوں میں چراغ روشن ہو گئے تھے۔ اتنے میں دو سر منڈے زرد کپڑوں والے آدمی ہاتھوں میں بڑے تھیلے لیے ہوئے آئے۔ وہ باغ میں جا کر بارش میں گرے پڑے نارئیل اٹھا کر تھیلوں میں بھرنے لگے۔ تھیو سانگ کو سرائے کے مالک کی بات یاد آ گئی کہ شام کو یہ گرے پڑے نارئیل منگلا دیوی کے پجاری آ کر لے جاتے ہیں۔

وہ خاموشی سے ان پجاریوں کو نارئیل اٹھا اٹھا کر تھیلوں میں ڈالتے دیکھتا رہا۔ جب وہ سارے نارئیل تھیلوں میں ڈال چکے تو تھیلوں کو سروں پر رکھا اور آہستہ آہستہ منگلا دیوی کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھجن گاتے باغ سے نکل کر سرائے کے باہر کھڑی بیل گاڑی میں جا کر بیٹھ گئے۔ وہاں کچھ لوگ ہاتھ باندھے ادب سے کھڑے تھے انہوں نے پجاریوں کے آگے سر جھکا دیئے۔ پجاریوں نے ہاتھ اٹھا کر انہیں آشیر باد دی اور گاڑی چلاتے وہاں سے چلے گئے۔ تھیوسانگ سوچنے لگا کہ اس دنیا میں ابھی کس قدر جہالت ہے اور لوگ کیسے کیسے توہمات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اسے اپنے سیارے کی دنیا یاد آنے لگی جہاں سائنس اس قدر ترقی کر چکی ہے کہ وہاں لوگ دوسرے سیاروں تک روشنی کی رفتار کے ساتھ سفر کرتے تھے۔

تھیوسانگ کو وہاں بیٹھے جب آدھا گھنٹہ گزر گیا اور کیٹی وہاں نہ آئی تو اسے فکر ہوئی کہ کیٹی کہاں چلی گئی؟ وہ اٹھا۔ سرائے میں کچھ خالی کوٹھڑیاں بھی تھیں۔ تھیوسانگ اس طرف گیا۔ کوٹھڑیاں خالی تھیں۔ دور آگے غسل خانہ تھا۔ وہاں بھی کیٹی نہیں تھی تھیوسانگ نے اوپر کو سانس لیا۔ یہ دیکھ کر اس کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی کہ سرائے کی فضا میں کیٹی کی خوشبو نہیں تھی۔ تھیوسانگ نے سرائے میں ہر جگہ اسے دیکھا۔ کیٹی اسے کہیں نہ ملی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیٹی کہاں غائب ہو گئی؟

آخر اس نے آس پاس کی کوٹھڑیوں میں جو کچھ مسافر ٹھہرے ہوئے تھے ان سے کیٹی کے بارے میں پوچھا کہ آپ نے میری بہن کو تو نہیں دیکھا جس وقت کیٹی نے باغ میں سے ناریل اٹھایا

اس وقت چونکہ بارش ہو رہی تھی اور شام کا اندھیرا بھی پھیلنے لگا تھا اس لیے لوگ اپنی اپنی کوٹھڑیوں کے اندر تھے۔ کسی نے کیٹی کو ناریل اٹھا کر اندر جاتے نہیں دیکھا تھا چنانچہ ہر کسی نے یہی کہا کہ بھائی ہم نے تمہاری بہن کو نہیں دیکھا۔ تھیوسانگ مایوس سا ہو کر برآمدے میں آکر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے سوچا کہ چاہے بارش ہو اسے کیٹی کو آس پاس کے علاقے میں تلاش کرنا چاہیئے چنانچہ اس نے اپنے سر پر چادر ڈالی اور گرجتی بارش اور رات کے گہرے ہوتے اندھیرے میں باہر نکل گیا۔

حالانکہ اسے کیٹی کی خوشبو بالکل نہیں آرہی تھی۔ پھر بھی اس نے اپنی تلاش جاری رکھی اور سرائے کے باہر جو ایک لمبا باغ تھا اس میں کیٹی کو ڈھونڈنے لگا۔ اس نے دو ایک بار کیٹی کو آواز بھی دی۔ یہ باغ پرانے زمانے کا باغ تھا۔ جہاں بڑے گھنے درخت تھے اور جگہ جگہ دیوی دیوتاؤں کے عجیب و غریب پتھروں کے کالے سیاہ بت بنے ہوئے تھے۔ چونکہ یہ جگہ اونچی نیچی تھی اس لیے کئی جگہوں پر برساتی نالے تیزی سے دھڑ دھڑاتے شور مچاتے گزر رہے تھے۔ درختوں میں سے بارش کی بوچھاڑیں تھیوسانگ پر گر رہی تھیں۔ اس نے اندھیرے میں سارا باغ چھان مارا۔ کیٹی کا کہیں سراغ تک نہ ملا۔ اندھیرا بھی کافی گہرا ہو گیا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ تھک ہار کر واپس کوٹھڑی میں آکر بیٹھ گیا۔ اسے اس بات کا سخت افسوس تھا کہ وہ ناگ کو تلاش کرنے آئے تھے کہ کیٹی بھی ہاتھ سے جاتی رہی۔ اسی طرح رات گزر گئی۔ دوسرے روز بارش تھم گئی تھی دن کا اجالا ہوا تو تھیوسانگ نے دیکھا کہ فرش پر جہاں ناریل کا پانی گرا تھا چیونٹیوں کی قطاریں لگی تھیں۔ تھیوسانگ نے کوئی خیال نہ کیا جب کہ اسے سوچنا چاہیئے تھا کہ یہ کیا شے فرش پر گری ہوئی ہے؟ کہیں یہ ناریل کا میٹھا رس تو نہیں ہے۔ مگر تھیوسانگ کیٹی کی پریشانی میں کوٹھڑی سے باہر نکل گیا۔ اس کا رُخ شہر کی طرف تھا۔ شہر کی فصیل باغوں کے پار تھی۔ پرانی سیاہ پتھروں کی فصیل تھی جو بارش میں بھیگ رہی تھی۔ فصیل کے اوپر گول چھتریوں والے برج بنے ہوئے تھے۔ شہر کا بڑا دروازہ کھلا تھا۔ لوگ آجا رہے تھے۔ کوئی پہرہ نہیں تھا۔ پہرہ صرف رات کو لگتا تھا۔

تھیوسانگ شہر میں داخل ہو گیا۔ لنکا کا شہر بہت گنجان تھا۔ بیل گاڑیاں اور ہاتھی سڑکوں پہ چل رہے تھے۔ لوگوں کے لباس سینکڑوں برس پرانے تھے اور وہ قدیم سنہالی زبان میں باتیں کرتے تھے۔ جگہ جگہ اناناس ناریل اور زرد کیلوں کے گچھے بک رہے تھے۔ عورتوں نے بالوں کے جوڑے بنا کر ان میں پھول لگا رکھے تھے۔ لوگوں کے رنگ گہرے سانولے اور قد ٹھگنے تھے۔ شہر میں جگہ جگہ دیوی دیوتاؤں کے مندر بنے تھے۔ جن میں عورتیں اور مرد پوجا کرنے جا رہے

تھے۔ شہر میں بھی تھیوسانگ کو کیٹی کی خوشبو محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ وہ بڑا حیران بھی تھا اور پریشان بھی کہ یہ کیٹی اچانک کہاں غائب ہو گئی ہے؟

چلتے چلتے وہ شہر کے مغربی کنارے پہ آگیا۔ یہاں شہر کی فصیل نہیں تھی۔ کیونکہ آگے وسیع سمندر تھا۔ سمندر کے کنارے ناریل کے بے شمار درخت ساحل کے ساتھ ساتھ کھڑے سمندر کی طرف سے آنے والی صبح کی ہوا میں جھوم رہے تھے۔ ان کے درمیان غریب مچھیروں کی جھونپڑیاں تھیں کئی مچھیرے کشتیوں میں بیٹھے سمندر میں جال پھینکے مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ ان کی عورتیں جھونپڑیوں کے آگے بیٹھی جال مرمت کر رہی تھیں۔ کوئی آگ جلاتے کھانا پکا رہی تھی۔ کوئی ناریل کی چھال کی رسی بٹ رہی تھی۔ تھیوسانگ ان کے قریب سے گزر کر سمندر کے کنارے آگیا۔ اس نے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر سمندر میں ایک چٹان پر مندر بنا ہوا ہے جس کے مخروطی مینارے پر تانبے کا ترشول لگا ہے۔ اس مندر تک جانے کے لیے سمندر میں بڑے بڑے پتھروں کا ایک قدرتی پل بن گیا ہوا تھا۔ لوگ اس پر چلتے مندر کی طرف جا رہے تھے۔ کوئی بھجن گا رہا تھا۔ کوئی جھوم جھوم کر رقص کر رہا تھا۔

تھیوسانگ نے ایک مچھیرے سے پوچھا کہ یہ کس کا مندر ہے؟

مچھیرے نے سر سے پیر تک تھیوسانگ کو دیکھا اور بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مسافر معلوم ہوتے ہو۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"ہاں بھائی میں اس ملک میں اجنبی ہوں اور یہاں کے مندروں کی سیر کرنے آیا ہوں۔"

مچھیرا بولا۔

"یہ منگلا دیوی کا مندر ہے۔ دن کے وقت سمندر میں پتھروں کا راستہ ظاہر ہو جاتا ہے مگر رات کو سمندر چڑھتا ہے تو یہ پتھر پانی میں ڈوب جاتے ہیں۔ اور پھر مندر کو نہ تو کوئی جا سکتا ہے اور نہ مندر سے کوئی واپس آ سکتا ہے اگر تم مندر کی یاترا کرنا چاہتے ہو تو دن ہی دن میں مندر دیکھ کر واپس آ جانا۔ رات ہو گئی تو راستہ سمندر میں ڈوب جائے گا۔ پھر رات تمہیں وہیں دیوی جی کے مندر میں ہی گزارنی پڑے گی۔"

تھیو سانگ کا دل تو نہیں چاہتا تھا مگر پھر یہ سوچ کر چلو مندر کی سیر کرنے میں کیا حرج ہے۔ ہو سکتا ہے وہاں سے کیٹی کا کوئی سراغ ہی مل جائے۔ یہ سوچ کر وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ منگلا دیوی کے مندر کی طرف چل پڑا۔ بڑے بڑے پتھر سمندر سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ ان پتھروں پر لوگوں نے ایک سڑک بنا دی تھی۔ دونوں طرف سے سمندر کی زبردست

موجیں اگر ان پتھروں سے زور شور سے ٹکراتی تھیں اور پانی کی پھوار لوگوں پر پڑ رہی تھی۔ مندر کی سیڑھیوں تک جاتے جاتے سارے مسافر بھیگ جاتے تھے۔ مگر وہ خوشی سے منگلا دیوی کی جے کے نعرے لگاتے اور سنہالی زبان میں کہتے

"دیوی ہمیں امرت جل میں نہلا رہی ہے۔"

تھیو سانگ نے سیڑھیوں کے پاس جا کر دیکھا کہ مندر ایک چٹان کے چبوترے پر بنا تھا۔ اس کے آس پاس ناریل کے کئی ہی درخت اُگے تھے۔ زمین پر جگہ جگہ ناریل گرے ہوئے تھے۔ مگر انہیں کوئی ہاتھ بھی نہیں لگاتا تھا۔ اس نے ایک آدمی سے پوچھا۔

"کیوں بھائی۔ لوگ یہاں سے ناریل کیوں نہیں اُٹھاتے؟"

اس آدمی نے چونک کر تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"تم پردیسی لگتے ہو بھائی یہ ناریل منگلا دیوی کی امانت ہیں۔ جو کوئی انہیں ہاتھ لگائے گا۔ جل کر راکھ ہو جائے گا۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"تو کیا یہ اسی طرح پڑے رہتے ہیں؟"

وہ آدمی کہنے لگا۔

"نہیں بھائی۔ آدھی رات کو منگلا دیوی سمندر کی لہر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بن کر آتی ہے اور اپنے ان سارے ناریوں کو بہا کر سمندر میں لے جاتی ہے۔"

تھیوسانگ نے آگے کوئی سوال نہ کیا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہاں رات کو جوار آتی ہے۔ جوار بھاٹا سے مراد سمندر کی لہروں کا اتار چڑھاؤ ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ چاندنی راتوں میں ہوتا ہے مگر بعض جنوبی علاقوں میں آدھی رات کو بھی سمندر چڑھ جاتا ہے اور ساحل پر بنی ہوئی چھوٹی چھوٹی چٹانیں سمندر میں ڈوب جاتی ہیں۔ ایسی ہی لہر اس مندر کے آس پاس بھی آتی تھی اور مندر کے احاطے میں گرے پڑے ناریل اپنے آپ سمندر کے ساتھ بہہ کر سمندر میں چلے جاتے تھے۔

تھیوسانگ سیڑھیاں چڑھ کر مندر میں آگیا۔ یہ بڑا ہی پُراسرار مندر تھا۔ کیونکہ ایک، تو اس کی دو کوٹھڑیاں تھیں جو بہت ہی چھوٹی تھیں۔ ان میں سے ایک میں صرف، ناریل اور چاندی کے سکوں کا ڈھیر لگا تھا اور دوسری کوٹھڑی میں منگلا دیوی کی مورتی دیوار میں کھُدی ہوئی تھی۔ اس پر سیندور ملا تھا۔ کوٹھڑی کی دہلیز میں پجاری بیٹھا بھجن گا رہا تھا۔ پوجا کرنے والے چاندی کے سکے ساتھ والی کوٹھڑی میں ڈال کر پجاری کے پاس آکر ماتھا ٹیکتے۔ پجاری انہیں ایک پھول دیتا اور وہ سر جھکائے اُلٹے قدموں واپس چلے جاتے۔

تھیوسانگ نے ایک طرف کھڑے ہو کر دیکھا کہ منگلا دیوی کی آنکھیں اوپر کو چڑھی ہوئی تھیں۔ زبان باہر لٹک رہی تھی۔ ایک ہاتھ میں ناریل تھا اور دوسرے ہاتھ میں ترشول تھا۔ گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار تھا۔ تھیوسانگ نے اس قسم کی کئی مورتیاں اپنے پُراسرار سفر کے دوران دیکھی تھیں۔ اس لئے اس کے لیے کوئی انوکھی بات نہیں تھی۔ اس کی آنکھیں عورتوں میں کیٹی کو تلاش کر رہی تھیں کہ ہو سکتا ہے کسی نے اس پر طلسم کر کے یہاں پہنچا دیا ہو۔ لیکن کیٹی کی صورت اسے کہیں بھی نظر نہ آئی۔ مندر کے پیچھے چٹان کی ایک بہت اونچی دیوار تھی جس میں چھوٹے چھوٹے غار بنے ہوئے تھے۔ ان غاروں میں باہر سے آتے ہوئے یاتری ٹھہرتے تھے تھیوسانگ ادھر بھی گیا۔ ایک ایک کر کے سارے یاتریوں کے غاروں کو دیکھا۔ کیٹی یہاں بھی اسے دکھائی نہ دی۔

اسی طرح چلتے پھرتے دن کافی گزر گیا تو تھیوسانگ نے سوچا کہ اب واپس چلنا چاہیے۔ وہ مندر کی سیڑھیوں کے قریب پہنچا تو اس نے ایک بندر کو دیکھا کہ درخت کے نیچے گرے ہوتے ایک ناریل کو لے کر بھاگا۔ پجاری نے شور مچا دیا کہ ملیچھوں منگلا دیوی کا ناریل لے جا رہا ہے۔ لوگ لاٹھیاں لے کر بندر کے پیچھے دوڑے۔ بندر ناریل پھینک کر درخت پر چڑھ کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انہیں دانت دکھانے لگا۔ پجاری نے ناریل اُٹھا لیا۔ اسے چُوم کر ماتھے سے لگایا اور وہیں گھاس پر رکھ دیا۔ تھیوسانگ آگے بڑھا تو ایک یاتری اس کے قریب آ کر بولا

"تم پردیسی معلوم ہوتے ہو۔ کس دیس سے آئے ہو؟"

تھیوسانگ کا رنگ سانولا نہیں تھا بلکہ گورا تھا۔ اس نے کہا کہ میں شمالی پہاڑی علاقے سے آیا ہوں۔ یاتری بولا "تم میرا ایک کام کر دو گے؟" تھیوسانگ نے پوچھا۔ مجھے کیا کرنا ہو گا؟ یاتری نے کہا۔

"بھائی! میری بیوی بیمار ہے۔ میں شہر اس کے لیے دوائی لینے جا رہا ہوں۔ تم اس کے پاس بیٹھو کہ اگر اسے کسی چیز کی ضرورت ہو تو اسے دے دینا۔ میں جلدی واپس آ جاؤں گا۔ میں اسے اکیلا چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"بھائی میں خدمت کرنے کو تیار ہوں۔"

یاتری ایک کوٹھڑی میں آ گیا جہاں اس کی بیمار بیوی تختے پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ تھیوسانگ کو اپنی بیمار بیوی کے پاس چھوڑ کر شہر دوائی لینے چلا گیا۔ تھیوسانگ بیمار عورت کے پاس بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بیمار عورت نے

پانی مانگا۔ تھیوسانگ نے اسے مٹکے میں سے پانی نکال کر پلایا۔ بیمار عورت کے خاوند نے شہر میں دیر لگا دی۔ شام ہو رہی تھی۔ جب وہ آیا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"بھائی مجھے معاف کر دینا۔ وید جی گھر پر نہیں تھے۔ ان سے دوائی لینے مجھے گاؤں جانا پڑا۔ تمہارا شکریہ کہ تم نے میری بیمار بیوی کی دیکھ بھال کی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"کوئی بات نہیں بھائی! اب میں جاتا ہوں۔"

یاتری کہنے لگا۔

"بھائی جلدی چلے جاؤ۔ کیونکہ سمندر میں جوار آنے والی ہے۔ پانی چڑھ گیا تو پل سمندر میں ڈوب جائے گا۔"

تھیوسانگ فوراً کوٹھڑی سے نکلا اور سمندری پل کی طرف تیز تیز چلنے لگا۔ مگر جب وہ پل کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ سمندر میں جوار آ گیا تھا اور پل کے پتھر سمندر کے پانی میں ڈوب چکے تھے۔ سمندری لہریں زور شور سے ساحل کی چٹانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ تھیوسانگ سمندر میں تیر کر بھی واپس جا سکتا تھا۔ مگر اس میں خطرہ بھی تھا۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ اب رات اسی مندر کی کسی کوٹھڑی میں گزارنی چاہیے۔ صبح صبح سمندر کا پانی اتر جائے گا تو وہ واپس سرائے میں چلا جائے گا۔ تھیوسانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ سوچ کر واپس اسی یاتری کی کوٹھڑی میں آگیا جس کی بیمار بیوی کی اس نے تیمار داری کی تھی ۔ وہ یہ دیکھ کر سخت حیران ہوا کہ کوٹھڑی میں نہ وہ یاتری تھا اور نہ اس کی بیمار بیوی ہی وہاں تھی ۔ جس تختے پر یاتری کی بیمار بیوی لیٹی تھی وہ تختہ خالی پڑا تھا ۔

تھیوسانگ حیرانی سے کان کھجانے لگا کہ یہ کیا چکر ہے ۔ وہ یاتری اور اس کی بیمار بیوی کہاں چلے گئے ؟ وہ عورت تو اتنی بیمار تھی کہ اٹھ بھی نہیں سکتی تھی ۔ پھر یہ لوگ کہاں چلے گئے ؟ اس نے ساتھ والی کوٹھڑی میں ٹھہرے ہوئے ایک بوڑھے یاتری سے پوچھا کہ اس کوٹھڑی میں جو یاتری اپنی بیمار بیوی کو لے کر ٹھہرا ہوا تھا وہ کہاں چلا گیا ہے ؟ بوڑھے یاتری نے کہا ۔

” بیٹا میں جب سے مندر میں آیا ہوں یہ کوٹھڑی خالی پڑی ہے ۔ یہاں کوئی بیمار عورت اور اس کا خاوند نہیں تھا ۔ یہ تو کئی روز سے خالی ہے “

تھیوسانگ الجھن میں پھنس گیا کہ یہ کیا معمہ ہے ۔ بہرحال اس کو رات گزارنی تھی ۔ وہ خالی کوٹھڑی میں تختے پر لیٹ گیا ۔ کوٹھڑی میں کوئی دیا یا مٹی کا چراغ روشن نہیں تھا ۔ رات ہوئی تو کوٹھڑی میں اندھیرا ہو گیا ۔ مگر تھیوسانگ کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا ۔ وہ چپ چاپ لیٹ کر کیٹی کے بارے میں سوچتا رہا کہ وہ اچانک کہاں گم ہو گئی ؟ پھر اسے ناگ اور عنبر ماریا کا بھی خیال آگیا کہ ان سے ملے بھی کافی دیر ہو گئی ہے ۔ عنبر اور ماریا تو ناگ کو ڈھونڈنے

شمالی ملک کی طرف گئے تھے ۔ خدا جانے کہاں ہوں گے اور ان سے ملاقات کب ہو گی ۔ اسی طرح سوچتے سوچتے رات گہری ہوتی گئی ۔ مندر کی فضاؤں میں خاموشی چھا گئی ۔ اس خاموشی میں صرف سمندر کی لہروں کی آواز ہی سنائی دیتی تھی جو ساحل کی چٹانوں سے ٹکرا کر واپس چلی جاتی تھیں ۔ تھیوسانگ بھی بھوک پیاس اور نیند سے بے نیاز تھا یعنی اس کو کچھ کھانے پینے اور سونے کی حاجت نہیں تھی ۔ اس دنیا کی فضا میں ان کے جسم کے لیے اتنی توانائی موجود تھی کہ وہ صرف سانس لینے سے ہی پوری ہو جاتی تھی ۔

تھیوسانگ نے پھر بھی آنکھیں بند کر لیں ۔ وہ دیر تک آنکھیں بند کیے اندھیری کوٹھڑی میں تختے پر لیٹا رہا ۔ اچانک اسے لمبی سسکار کی آواز سنائی دی ۔ تھیوسانگ نے آنکھیں کھول دیں ۔ اندھیرے میں وہ دیکھ سکتا تھا ۔ اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی کے دروازے میں سے ایک بہت بڑا بن مانس حلق سے سسکار کی آواز نکالتا اس کی طرف بڑھ رہا تھا ۔ تھیوسانگ صرف اسی صورت میں ہلاک ہو سکتا تھا کہ اس کے ہاتھ کی کوئی انگلی کاٹ دی جاتی ۔ لیکن اس بن مانس کا قد اتنا اونچا تھا اور منہ اتنا بڑا تھا کہ تھیوسانگ کو وہ زندہ ہڑپ کر سکتا تھا ۔ وہ گھبرا کر کونے کی طرف دوڑا ۔ بن مانس نے ایک خوفناک آواز حلق سے نکالی اور اس کی طرف اپنے بالوں بھرے لمبے ہاتھ بڑھائے ۔ تھیوسانگ کے لیے بچنے کا اب صرف ایک ہی راستہ تھا ۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے اپنے آپ کو چھوٹا کرنے کی نیت کرکے فوراً اپنی انگلی اپنے جسم سے لگا دی۔ تھیوسانگ ایک دم اتنا چھوٹا ہوگیا کہ بن مانس کو وہ نظر نہیں آسکتا تھا۔ بن مانس نے غراتے ہوئے تھیوسانگ کو اِدھر اُدھر تلاش کرنا شروع کر دیا۔ تھیوسانگ جو ایک انسانی انگلی کے برابر ہوگیا تھا کونے کے اندھیرے سے نکل کر دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑتا کوٹھڑی کے دروازے میں آگیا۔ یہاں اسے بن مانس کی ٹانگ نظر آئی جو اسے کسی بہت بڑے درخت کی طرح لگی۔ تھیوسانگ بن مانس کی ٹانگ کے قریب سے ہو کر باہر کھسک گیا

باہر گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ تھیوسانگ تیزی سے مندر کے پچھلے دالان کی طرف بھاگا۔ اس کی رفتار اگرچہ تیز تھی مگر زیادہ دور تک جاتے ہوئے اسے وقت لگتا تھا۔ پھر بھی وہ کوٹھڑی سے کافی دور نکل گیا۔ یہاں ایک چٹان کا ٹوٹا ہوا پتھر پڑا تھا۔ تھیوسانگ اس کے پیچھے چھپ کر کوٹھڑی کی طرف دیکھنے لگا۔ کوٹھڑی میں بن مانس کے غصے میں غرانے کی آوازیں آنا بند ہو گئی تھیں۔ پھر اس نے بن مانس کو باہر نکلتے اور اندھیرے میں غائب ہوتے دیکھا۔ وہ پریشان تھا کہ یہ بن مانس آدھی رات کو یہاں کیسے آگیا۔ ہو سکتا ہے وہ اس جزیرے میں رہتا ہو۔

تھیوسانگ نے سوچا کہ چاہے کچھ ہو اسے اس مندر کے احاطے سے نکل جانا چاہیے۔ وہ چھوٹے قد میں منگلا دیوی کے مندر کے پل کی طرف دوڑا۔ پل سمندر میں ڈوب چکا تھا۔ اس کا ایک بھی

نظر نہیں آرہا تھا۔ تھیوسانگ سمندر کے کنارے رُک گیا۔ وہ ڈوب کر مر تو نہیں سکتا تھا مگر غوطے کھانے سے ادھ موا ضرور ہو سکتا تھا۔ پہلے تو اس نے اپنا ارادہ بدل دیا کہ اسی جگہ رات گزار دے صبح کو پانی کی لہر پیچھے ہٹے تو واپس چلا جائے۔ لیکن جب اس نے اپنے پیچھے بن مانس کی بھیانک آواز سنی تو تھیوسانگ نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ وہی دیو ہیکل بن مانس اس کی طرف دوڑا چلا آرہا تھا۔ خدا جانے اس نے تھیوسانگ کو کیسے دیکھ لیا تھا۔ حالانکہ اس وقت تھیوسانگ کا قد ایک ننھے سے بھی ننھے چوہے جتنا تھا۔ بن مانس اس کی طرف بھاگا چلا آرہا تھا۔ تھیوسانگ نے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ سمندر کی بہت بڑی لہر چٹانوں سے ٹکرا کر واپس جا رہی تھی۔ تھیوسانگ نے اپنے آپ کو اس لہر میں گرا دیا۔ سمندر کی لہر اسے لے کر دور تک نکل گئی۔ کچھ فاصلے پر لنکا کے ساحل کے درخت اسے صاف نظر آرہے تھے۔ جب لہر کا زور ختم ہو گیا تو تھیوسانگ نے ایک ننھے سے مینڈک کی طرح تیرنا شروع کر دیا۔ سمندر کی اونچی اونچی لہریں اسے اوپر نیچے اچھال رہی تھیں۔ مگر تھیوسانگ نے ہمت نہ ہاری اور تیرتا چلا گیا۔ اسے کئی غوطے بھی آئے۔ مگر حوصلہ بلند رکھا۔ آخر ایک بہت بڑی سمندری لہر نے اسے اچھال کر لنکا کے ساحل پر پھینک دیا۔ تھیوسانگ ریت پر آتے ہی اُٹھا۔ اس نے گھوم پھر کر دیکھا کہ بن مانس کہیں پیچھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو نہیں آ رہا۔ اسے بن مانس نظر نہ آیا۔ دور سمندر میں منگلا دیوی کا چٹانی مندر ستاروں کی دھیمی روشنی میں کسی عفریت کی طرح پھن اٹھائے ہوئے تھا۔ تھیوسانگ نے دوسری بار انگلی اپنے جسم سے لگائی تو وہ پورے قد کا تھیوسانگ بن گیا۔

وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ساحل سے دور شہر کی بڑی کچی سڑک پر آ گیا۔ اس زمانے میں رات کو سواری یعنی کسی بیل گاڑی کے ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ تھیوسانگ پیدل ہی رات کے اندھیرے میں کارواں سرائے کی طرف چل پڑا۔ اسے معلوم تھا کہ رات کو شہر کا دروازہ بند ہو گا۔ اسے صبح تک شہر کے باہر ہی رہ کر دروازہ کھلنے کا انتظار کرنا پڑے گا۔

ایک جگہ باغ میں آ کر درختوں کے نیچے گھاس پر بیٹھ گیا۔ تاکہ رات گزر جائے، دن نکلے، شہر کا دروازہ کھلے تو وہ واپس اپنی کارواں سرائے میں جائے۔ یہاں ایک بار اس نے فضا میں سونگھا اسے کیٹی یا ناگ میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اس کے دل پر اس چیز کا بڑا غم تھا کہ کیٹی اچانک کہاں غائب ہو گئی تھی۔ اسے فکر لگی تھی کہ کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہو۔ لیکن وہ اس کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ خاموش سر جھکائے درخت کے نیچے بیٹھا رہا۔ اچانک اسے راجہ کے محل کی جانب سے شور و غل اور رونے پیٹنے کی آوازیں سنائی دیں۔ تھیوسانگ چونک کر دور راجہ کے محل کی طرف تکنے لگا۔

کیٹی چتا کی آگ میں

راجہ کے محل میں واویلا مچا تھا۔

لوگ جاگ پڑے۔ مکانوں میں چراغ روشن ہو گئے اور لوگ نکل کر راجہ کے محل کی طرف دوڑے۔ تھیوسانگ باغ میں ہی بیٹھا رہا۔ اسے راجہ سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ سمجھ گیا کہ وہاں کسی رانی وغیرہ کی موت ہو گئی ہو گی۔ کیوں کہ اس نے سن رکھا تھا کہ راجہ کی سات رانیاں ہیں اور ان کی آپس میں دشمنی چلتی رہتی ہے۔ آہستہ آہستہ دن کی روشنی پھیلنے لگی۔ شہر میں لوگ سوگ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ تھیوسانگ باغ سے باہر نکلا اور شہر کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک آدمی سے پوچھا کہ محل میں آہ و بکا کیوں ہے۔ اس آدمی نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ راجہ مر گیا ہے۔

تھیوسانگ نے جھوٹ موٹ کا افسوس کیا اور شہر کے کھلے دروازے سے نکل کر اپنی کارواں سرائے کی طرف چل دیا۔ راجہ مر گیا ہے تو اسے کیا افسوس ہو سکتا تھا۔ راجہ ساری زندگی عیش کرتے ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آخر ایک روز وہ بھی مرجاتے ہیں۔ سب کو آخر ایک نہ ایک دن مرنا ہے۔ وہ کارواں سرائے میں پہنچا تو وہاں بھی ہر کوئی غم میں ڈوبا ہوا تھا۔ سرائے کا مالک چبوترے پر بانس کی چٹائی بچھائے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ تھیو سانگ اس کے قریب سے گزرا تو سرائے کے مالک نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور روتے ہوئے بولا۔

"بھائی ہمارے دیس کا راجہ چل بسا۔ پرجا یتیم ہو گئی۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہاں بھائی! مجھے بھی راجہ کے مرنے کا بہت افسوس ہے۔"

یہ کہہ کر اپنی کوٹھری میں آ کر چپ چاپ بیٹھ گیا۔ اسے کیٹی کا بار بار خیال آتا تھا۔ آخر وہ کہاں چلی گئی۔ تھیو سانگ کی طبیعت کوٹھری میں گھبرانے لگی۔ وہ باہر برآمدے میں آ کر بانس کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ بارش نہیں ہو رہی تھی۔ آسمان پر گھنے بادل چھائے تھے۔ باغ میں رات بھر کے گرے ہوئے ناریل درختوں کے نیچے پڑے تھے۔ درختوں پر پرندے بول رہے تھے۔ شہر کی طرف سے مندروں میں بھجن گانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ کچھ دیر تک برآمدے میں بیٹھے رہنے کے بعد تھیو سانگ ایک بار پھر کیٹی کا سراغ لگانے شہر کی طرف چل دیا۔

شہر میں ماتمی فضا طاری تھی۔ لوگ سر جھکائے راجہ کے محل کی طرف چلے جا رہے تھے۔ مندروں میں دھیمے سُروں میں بھجن

گائے جا رہے تھے۔ گلی بازاروں میں دکانیں بند تھیں۔ لوگ بھجن اور اشلوک پڑھتے، پیدل گاڑیوں اور ہاتھیوں پر سوار محل کی طرف چلے جا رہے تھے۔ ان میں عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی۔ عورتیں رو رہی تھیں۔ تھیو سانگ کو یہ سب تماشا سا لگ رہا تھا۔ بھلا ایک راجہ کے مرنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ راجہ مر گیا ہے تو دوسرا راجہ گدی پر بیٹھ جائے گا۔ وہ جہاں کہیں عورتوں کو دیکھتا وہاں پہنچ کر کیٹی کو تلاش کرنے لگتا۔ مگر کیٹی اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ یونہی گھومتے پھرتے تھیو سانگ راجہ کے محل کے سامنے پہنچ گیا۔ وہاں لوگ سر جھکائے بیٹھے تھے۔ محل کے آگے آگ روشن تھی جو اس بات کی علامت تھی کہ راجہ وفات پا گیا ہے۔ درباری آگ کے اردگرد کھڑے اس میں زعفران اور ناریل کا تیل ڈال رہے تھے۔ محل کے اندر سے عورتوں کے رونے کی دھیمی دھیمی آوازیں آ رہی تھیں۔ تھیو سانگ وہاں کھڑے ہو کر جلتی آگ کو دیکھنے لگا۔ اس نے ایک آدمی سے پوچھا۔

"کیوں بھائی! کیا راجہ کو اس آگ میں جلایا جائے گا؟"

اس آدمی نے غصے سے تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"راجہ کوئی عام آدمی تھا۔ وہ ہمارا دیوتا تھا۔ اس کے لیے سراندیپ میں شاہی چتا تیار ہو رہی ہے۔ تم مجھے کوئی احمق معلوم ہوتے ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ نے کہا۔" بھائی معاف کر دینا۔ میں پردیسی ہوں۔"

یہ کہہ کر تھیو سانگ وہاں سے کھسک گیا کہ یہ لوگ تو بڑے جذباتی ہو رہے ہیں۔ خواہ مخواہ ان سے جھگڑا مول لینے میں کوئی فائدہ نہیں۔ وہ دیر تک شہر کی ماتمی گلیوں اور بازاروں میں کیٹی کو دیکھتا رہا مگر کیٹی کو تو جیسے آسمان نے اٹھالیا تھا۔ ناکام و نامراد ہو کر وہ واپس کارواں سرائے میں آکر اپنی کوٹھڑی میں بیٹھ گیا۔ وہ دن بھی گذر گیا۔ شام کو سرائے کا مالک اس کے پاس آیا اور بولا۔

"بھائی صاحب! مجھے تمہاری بہن کہیں نظر نہیں آرہی۔ وہ کہاں چلی گئی ہے۔ خیریت تو ہے ناں"۔

تھیو سانگ اسے کیا جواب دیتا۔ یونہی کہہ دیا

"وہ دادا ـــــ اس کا رشتہ دار سراندیپ میں رہتا ہے۔ وہ اس سے ملنے گئی ہے۔"

تھیو سانگ نے محل کے باہر والے آدمی سے سراندیپ کا نام سنا تھا۔ پس اس نے اسی کا نام لے لیا کہ ضرور وہاں سے دور کوئی جگہ ہوگی۔ سرائے کا مالک آہ بھر کر بولا۔

"کل دوپہر کے بعد سراندیپ میں ہمارے پیارے راجہ دیوتا کی چتا کو آگ لگا دی جائے گی۔"

تھیو سانگ خاموش رہا۔ اسے راجہ کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ سرائے کا مالک کہنے لگا۔

"کتنی خوش قسمت ہیں اس کی رانیاں کہ اس کے ساتھ ہی جنت میں چلی جائیں گی اور وہاں بھی رانیاں بن کر اپنے راجہ دیوتا کی خدمت کریں گی۔"

تھیو سانگ نے کچھ چونک کر پوچھا۔

"کیا رانیوں کو بھی راجہ کے ساتھ ہی زندہ جلا دیا جائے گا؟"

کیوں کہ تھیو سانگ کو علم تھا کہ ہندوستان میں عورتیں اپنے خاوند کے ساتھ ستی ہو جاتی ہیں۔ سرائے کا مالک بولا۔

"زندہ نہیں جلیں گی بلکہ اپنے راجہ کے ساتھ ستی ہو جائیں گی۔ راجہ کی سات رانیاں ہیں۔ راجہ کے ساتھ سراندیپ میں ان سات رانیوں کی بھی چتا تیار کی جا رہی ہے۔ جہاں وہ مہارانیوں کے شاہی لباس میں خوشبوئیں عطر اور زعفران اور صندل لگا کر بیٹھ جائیں گی۔ پھر راجہ کی چتا کو آگ دکھائی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی ساتوں رانیوں کی چتا کو بھی آگ لگا دی جائے گی۔"

تھیو سانگ نے افسوس کے لہجے میں کہا۔

"اور بے چاری ساتوں رانیاں زندہ جل جائیں گی"۔

سرائے کا مالک تھیو سانگ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"میرے بھائی! تم پردیسی ہو۔ تمہارا مذہب کوئی دوسرا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم نہیں جانتے کہ ہماری عورتیں اپنے خاوند کے ساتھ چتا کی آگ میں جل کر جنت میں پہنچ جاتی ہیں۔ راجہ کی رانیاں خوش نصیب ہیں کہ اپنے خاوند کے ساتھ ہی جنت کے محل میں پہنچ جائیں گی۔"

تھیو سانگ کو خوب معلوم تھا کہ بے چاری رانیاں ہرگز نہیں چاہتیں کہ انہیں میں آگ میں جلا دیا جائے مگر وہ اتنی بے بس ہیں کہ چاہنے کے باوجود محل سے فرار نہیں ہو سکتیں۔ یقیناً ان پر پہرہ لگا دیا ہوگا۔ تاکہ وہ بھاگ نہ جائیں اور رعایا میں یہ خبر نہ پھیل جائے کہ رانیاں راجہ کی لاش کو چھوڑ کر فرار ہو گئی ہیں تھیو سانگ بھی ان کی کوئی مدد نہ کر سکتا تھا۔ اس نے یونہی باتیں کر کے وقت گزارنے کے خیال سے سرائے کے مالک سے پوچھا۔

"یہ لوگ راجہ کی آخری رسومات ادا کرنے میں اتنی دیر کیوں لگا رہے ہیں؟ سنا ہے کل دوپہر کے بعد راجہ کی چتا کو آگ لگائی جائے گی۔"

سرائے کا مالک بولا۔

"اس لیے کہ یہاں کا صدیوں سے دستور چلا آتا ہے کہ راجہ کے ساتھ جو رانیاں ستی ہوتی ہیں شاہی مصور ان کی تصویریں بناتے ہیں جو شاہی محل کے باہر

لگا دی جاتی ہیں تاکہ رعایا کو پتہ چل جائے کہ ان رانیوں کو راجہ کے ساتھ چتا پرستی کیا جانا ہے۔"

تھیو سانگ کان کھجانے لگا۔ اسے یہ سب کچھ بہت وحشیانہ باتیں لگ رہی تھیں۔ بھلا کون کسی مرنے والے کے ساتھ جاتا ہے۔ ہر کوئی آگے جا کر اپنے عملوں کا خود ہی حساب دیتا ہے۔ وہاں کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا۔ اس نے گفتگو کا موضوع بدلنے کے لیے کہا۔

"دادا! منگلا دیوی کے ناریل باغ میں پڑے ہیں۔ پجاری اسے لینے نہیں آئے۔"

سرائے کا مالک بولا۔

"آج شام پجاری آ کر ناریل لے جائیں گے۔ اب یہ ناریل بھی راجہ کی چتا پر لے جا کر رکھ دیئے جائیں گے تاکہ منگلا دیوی کا بھی آشیرباد راجہ کو مل جائے۔"

تھیو سانگ نے جمائی لی اور بولا۔

"دادا! مجھے تو نیند آ رہی ہے۔"

نیند اسے بالکل نہیں آ رہی تھی۔ وہ اصل میں سرائے کے مالک کی باتوں سے بور ہو گیا تھا۔ وہ کیٹی کے گم ہو جانے کے بارے میں پریشان تھا اور سرائے کا مالک اسے راجہ کی سات رانیوں کی کہانی سنا رہا تھا۔ تھیو سانگ اٹھ کر واپس اپنی کوٹھڑی میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آگیا۔ رات کو پھر بارش شروع ہو گئی وہ ______
کوٹھڑی کے اندر اندھیرے میں تختے پر چپ چاپ لیٹا تھا کہ باہر بارش کے گرنے کی آواز آنے لگی۔ پھر ہلکا سا بادل بھی گرجنے لگا ______

______ بارش کی آواز زیادہ تیز ہو گئی۔ کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا۔ بجلی چمکتی تو بند دروازے کی درزوں میں سے روشنی چمک جاتی۔ اس کے بعد پھر گھپ اندھیرا ہو جاتا۔ تھیو سانگ کو اندھیری خاموش رات میں بارش کی آواز بڑی اچھی لگ رہی تھی۔ اس کا دل چاہا کہ وہ برآمدے میں جا کر بارش کا منظر دیکھے۔ وہ اٹھا اور دروازہ کھول کر برآمدے میں آگیا۔

بارش بڑی موسلا دھار ہو رہی تھی۔ اس کی بوچھاڑ برآمدے میں بھی آ رہی تھی۔ سرائے میں سب کوٹھڑیاں بند کیے گہری نیند سو رہے تھے۔ بجلی چمکی۔ اس کی روشنی میں تھیو سانگ کو ناریل کے جھومتے ہوئے درخت نظر آئے۔ اس برآمدے میں بڑی بانس کی پرانی قسم کی کرسی بارش کی بوچھاڑ سے بھیگ رہی تھی۔ اس نے کرسی کو پیچھے کھینچا اور اس پر بیٹھ کر سامنے ناریل کے اندھیرے درختوں میں گرتی بارش کو دیکھنے لگا۔ تھپ تھپ کی آواز سے درخت پر سے دو ناریل ٹوٹ کر گھاس پر گرے۔ تھیو سانگ کو اچانک یاد آیا کہ کیٹی

نے اس رات باغ میں گرا ہوا ایک ناریل اٹھایا تھا اور سرائے کے مالک کے خوف زدہ کرنے پر اس نے ناریل باغ میں جا کر رکھ دیا تھا۔ کیوں کہ سرائے کے مالک کے کہنے کے مطابق ناریل منگلا دیوی کی امانت تھے۔ اور کوئی انسان انہیں اٹھا کر توڑ نہیں سکتا تھا۔ تھیو سانگ کو یونہی خیال آیا تھا کہ کہیں کیٹی پر ناریل کا طلسم تو نہیں ہو گیا۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ کیٹی نے تو ناریل باغ میں پھینک دیا تھا۔

تھیو سانگ انہی خیالات میں الجھا برآمدے میں بیٹھا باہر ناریلوں میں گرتی بارش کو دیکھتا رہا۔ ایک بار بجلی چمکی تو تھیو سانگ چونک سا پڑا۔ اسے محسوس ہوا کہ اس نے بجلی کی چمک میں کسی انسانی ہیولے کو برآمدے کی طرف بڑھتے دیکھا ہے۔ بجلی چمکنے کے بعد ایک بار پھر باغ میں گہرا اندھیرا چھا گیا تھا۔ ایک بار اچانک روشنی ہو کر بجھ جائے تو اندھیرا زیادہ گہرا ہو جاتا ہے۔ اور آدمی کو تھوڑی دیر کے لیے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ مگر تھیو سانگ کی آنکھیں اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ ناریل کے درختوں کے نیچے ایک عجیب سی شے آہستہ آہستہ چلی آ رہی ہے۔

تھیو سانگ کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور باغ میں گھورنے لگا۔ ناریل کے درختوں میں ایک ایسی عورت اس کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرف بڑھ رہی تھی جس کے بال کھلے تھے۔ ہاتھ میں ترشول تھا۔ آنکھیں اوپر کو چڑھی ہوئی تھیں۔ گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار تھا۔ ترشول کا رخ تھیو سانگ کی طرف تھا۔ اس کے جسم پر سیندور ملا ہوا تھا۔ تھیو سانگ اٹھ کھڑا ہوا۔ باغ میں عورت رک گئی۔ تھیو سانگ کی طرف سرخ آنکھوں سے دیکھا۔ تھیو سانگ کو باریک سیٹی جیسی تیز آواز آئی۔

"بھاگ جاؤ یہاں سے۔ نہیں تو جان سے مار دوں گی۔"

تھیو سانگ اس پر اسرار عورت کی طرف غور سے تک رہا تھا اسے محسوس ہو رہا تھا۔ کہ جیسے کسی نے اس کے ہونٹوں پر خاموشی کی مہر لگا دی ہے۔ وہ بولنا چاہتا تھا مگر اس کے ہونٹ نہیں کھل رہے تھے۔ پر اسرار آسیبی عورت اپنی لال لال آنکھوں سے تھیو سانگ کو دیکھے جا رہی تھی۔ بارش میں اس کا سیندوری بدن بھیگ رہا تھا۔ بھیگے ہوئے گیلے بالوں کی لٹیں سانپوں کی طرح اس کے شانوں پر لگ رہی تھیں۔ اس کے حلق سے پھر وہی سیٹی ایسی تیز آواز بلند ہوئی۔

"بھاگ جا یہاں سے۔ نہیں تو جان سے مار دوں گی۔"

بجلی زور سے کڑکی۔ بادل گرجے۔ بجلی کی تیز چمک میں آسیبی عورت کا جسم شعلے کی طرح روشن ہو گیا۔ اس کے بعد ایسا اندھیرا چھا گیا کہ تھیو سانگ کو نا بیل کے درختوں والے باغ میں سوائے اندھیرے

اور کچھ نظر نہ آیا۔ تھیو سانگ برآمدے کے جنگلے کے پاس آ ... گورے باغ میں دیکھنے لگا۔ بارش کی بوچھاڑ اس پر پڑ رہی ... باغ میں موسلا دھار بارش نے شور مچا رکھا تھا۔ باغ ... سوائے اندھیرے کے اور کچھ نہیں تھا۔ آسیبی عورت غائب ہو ... تھی۔ تیز بارش میں باغ کے کنارے لگے ہوئے کیلے کے درختوں کے چوڑے چوڑے پتے نیچے کو جھک گئے تھے۔ پہلے تھیو سانگ کو خیال آیا کہ شاید یہ اس کا وہم تھا۔ لیکن اس ... وہم نہیں ہو سکتا تھا۔ تھیو سانگ کی آنکھوں میں آسیبی عورت کی پر اسرار شکل نقش ہو گئی تھی۔ اس نے اس عورت کو کھلی اور بیدار آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ترشول تھا۔ آنکھیں پہلے اوپر کو چڑھی ہوئی تھیں۔ پھر اسے گھورنے لگی تھیں۔ بال سانپوں کی طرح بھیگ کر جسم سے لپٹے ہوئے تھے۔ گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار تھا۔ یہ آسیبی شکل اب بھی تھیو سانگ کی آنکھوں میں تھی۔ وہ پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا اور باغ کے درختوں کو تکنے لگا جو جلے سیاہ ستونوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ بارش کا زور ٹوٹ گیا تھا مگر بادل اسی زور شور سے گرج رہے تھے۔ یہ کون تھی؟ یہ اسے یہاں سے بھاگ جانے کا کیوں کہہ رہی تھی؟ کیا یہ اسے جانتی ہے؟ کیا یہ کوئی چڑیل تھی۔ کیا یہ کوئی پر اسرار آسیبی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مخلوق تھی۔ مگر اسے اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ پھر وہ اسے یہاں سے چلے جانے کا کیوں کہہ رہی تھی۔ کیا کسی طرح سے اس کا تعلق کیٹی کے غائب ہو جانے سے ہے؟۔ مگر کیٹی کا اس سے کیا سروکار ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو یہ آسیبی عورت اسے ضرور کیٹی کے بارے میں کہتی کہ تم کیٹی کی تلاش چھوڑ دو اور یہاں سے بھاگ جاؤ۔ مگر اس نے تو ایسا نہیں کہا۔ پھر یہ کون تھی۔ یہ اندھیری بارش والی رات کو اس کے پاس کیوں آئی تھی۔

کیا تھیوسانگ کو یہاں سے چلے جانا چاہیئے۔ تھیوسانگ سوچنے لگا۔ نہیں نہیں جب تک کیٹی اسے نہیں ملتی وہ اس شہر کو ہرگز نہیں چھوڑے گا۔ پھر ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ عنبر، ناگ اور ماریا سے بھی اسی شہر میں ملاقات ہو جائے۔ تھیوسانگ نے فیصلہ کر لیا کہ وہ آسیبی عورت کا مقابلہ کرے گا مگر اس شہر کو چھوڑ کر ہرگز نہیں جائے گا۔ کل سے وہ کیٹی کی تلاش زور شور سے شروع کر دے گا۔ وہ شہر کے کونے کونے کو چھان مارے گا اور کیٹی کو ڈھونڈ کر ہی رہے گا۔

رات گذر گئی۔ صبح ہو گئی۔ بارش اب نہیں ہو رہی تھی۔ تھیوسانگ نے منہ ہاتھ دھو کر دوسرے کپڑے بدلے اور کیٹی کا سراغ لگانے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ شہر میں راجہ کے

...نے کی وجہ سے وہی کل والی ماتمی فضا چھائی ہوئی تھی۔ مگر ...ں جلوس کی شکل میں سمندر کی طرف چلے جا رہے تھے۔ ...یوسانگ نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ سب لوگ سمندر کی ...ف کیا کرنے جا رہے ہیں؟ وہ آدمی بولا۔

"راجہ کی لاش اور اس کی ساتوں زندہ رانیاں کو جزیرہ سراندیپ لے جایا جا رہا ہے۔ وہاں راجہ کی لاش کے ساتھ رانیاں بھی چتا کی آگ میں جل جائیں گی"

...یوسانگ نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اور کیٹی کو ڈھونڈتا فضا ...یں اس کی خوشبو کو سونگھنے کی کوشش کرتا ایک بازار ...یں چلنے لگا۔ یہ بازار ایک دوسرے بازار میں جا کر مل گیا۔ یہاں سب دوکانیں بند تھیں۔ سب لوگ سمندر کی طرف چلے گئے تھے۔ بازار اور گلیاں سنسان پڑی تھیں۔ تھیوسانگ چلتا چلا گیا۔ مکانوں پر تالے لگے تھے۔ عجیب ویرانی برس رہی تھی۔ ہر طرف ــــ وہ ایک مندر کے قریب سے گزرا تو اس نے دیکھا کہ کچھ عورتیں مندر میں جا رہی تھیں تھیوسانگ یہ دیکھنے لگا کہ کہیں ان میں کیٹی تو نہیں ہے۔ مندر کی طرف بڑھا۔ مندر میں بھی راجہ کی موت پر لوگ اس کی روح کو سکھ پہنچانے کے لیئے بھجن گا رہے تھے۔ اچانک تھیوسانگ کی نظر مندر کی دیوار میں لگی ہوئی مورتی پر پڑی تو وہ حیران و ششدر ہو کر رہ گیا۔ یہ اس آسیبی عورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی مورتی تھی۔ جو رات بارش میں اس کو خبر دار کرنے آئی تھی کہ یہ شہر چھوڑ کر چلے جاؤ نہیں تو تمہیں جان سے ماردوں گی۔ تھیو سانگ وہیں کھڑا مورتی کو گھورنے لگا۔ بالکل وہی عورت تھی۔ آنکھیں اوپر کو چڑھی ہوئی تھیں۔ گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار تھا۔ سارا جسم سیندوری تھا۔ لمبے بال شانوں پر سانپوں کی طرح پڑے تھے۔ ہاتھ میں ترشول تھا۔ یہ کیسا معمہ ہے؟ یہی عورت تو اس کے پاس رات کو بارش میں آئی تھی۔ پھر یہ یہاں مورتی کیسے بن گئی۔

اسے معلوم ہوا کہ یہ منگلا دیوی کی مورتی ہے۔ لوگ منگلا دیوی مورتی پر ناریل چڑھا رہے تھے۔ مندر کے باہر ایک طرف ناریلوں کے ڈھیر لگے تھے۔ تھیو سانگ جانے لگتا ہے کہ اچانک جیسے منگلا دیوی کی مورتی کی آنکھیں اس کی طرف جم جاتی ہیں اور پھر اسے وہی سیٹی والی تیز آواز سنائی دیتی ہے

"یہاں سے بھاگ جا۔ نہیں تو جان سے مار دوں گی"۔

تھیوسانگ کی آنکھیں منگلا دیوی کی مورتی یعنی آسیبی عورت پر لگی تھیں۔ اور کانوں میں اس کی تیز آواز بار بار گونج رہی تھی۔ تھیو سانگ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ مورتی کی آنکھیں پھر اوپر کو چڑھ گئیں اور اس کی آواز بھی غائب ہو گئی۔ جیسے وہ پتھر تھی اور اس کے کانوں میں کوئی آواز

نہیں آرہی تھی۔ تھیو سانگ تیزی سے مندر سے باہر آگیا۔

تھیو سانگ کو یقین ہو گیا کہ کیٹی کو اسی آسیبی عورت نے اغوا کیا ہے اور اسے کسی نامعلوم جگہ رکھا ہوا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟۔ کیٹی نے ایسی کون سی بات کی تھی۔ کہ آسیبی عورت اسے اغوا کر کے اپنے ساتھ لے گئی۔ تھیو سانگ نے فیصلہ کیا کہ آدھی رات کے بعد جب مندر میں کوئی نہیں ہو گا تو وہ مندر میں جاکر اس منگلا دیوی کی مورتی سے ضرور پوچھے گا کہ اس نے کیٹی کو کیوں اغوا کیا ہے۔ تھیو سانگ کو معلوم تھا کہ کیٹی مر نہیں سکی۔ ہاں اگر اسے آگ میں پھینک دیا جاتے تو مر سکتی ہے۔ اسے تشویش ہوئی کہ کہیں آسیبی عورت نے کیٹی کو آگ میں نہ ڈال دیا ہو۔ معاملہ بے حد نازک تھا۔ تھیو سانگ بے چینی سے مندر کے خالی ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ ضروری تھا کہ آدھی رات گزر جائے۔

وہ بازار میں چلتا گیا۔ یہ بازار آگے جاکر جہاں ختم ہو جاتا ہے وہاں راجہ کا محل آجاتا ہے۔ تھیو سانگ نے دیکھا کہ راجہ کے محل کے نیچے بہت سے لوگ کھڑے ہیں۔ راجہ کی لاش اور سات رانیوں کو لوگ لے جا چکے تھے مگر پھر کچھ لوگ وہاں دیوار کی طرف منہ کیے کھڑے تھے۔ تھیوسانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے ایک بوڑھے سے پوچھا۔

"بابا یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

بوڑھے نے آہ بھر کر کہا۔

"بیٹا! محل کے باہر راجہ کی ان سات رانیوں کی تصویریں بنا کر لگا دی گئی ہیں۔ جن کو راجہ کے آگ میں ستی ہونے کے لیے سراندیپ لے جایا گیا ہے۔"

تھیوسانگ کو سات رانیوں کا بہت افسوس تھا۔ کہ بے چاریوں کو ایک مُردہ لاش کے ساتھ خواہ مخواہ آگ میں جلایا جا رہا ہے مگر یہ تو اس زمانے کی رانیوں کی قسمت ہوا کرتی تھی۔ جو راجہ کی رانی بنتی تھی۔ اسے معلوم ہوتا تھا کہ جب راجہ مرے گا تو اسے راجہ کی لاش کے ساتھ ہی چتا پر بٹھا کر جلا دیا جائے گا۔ چاہے اس کی خواہش ہو یا نہ ہو۔ بلکہ راجہ بیمار ہوتا ہے تو اسی وقت سے اس کی رانیوں کی نگرانی سخت کر دی جاتی تھی۔ کسی رانی کو اجازت نہیں ہوتی تھی کہ وہ محل سے باہر جا سکے۔ تھیوسانگ کو خواہش پیدا ہوئی کہ چلو چل کر ان بدنصیب رانیوں کی تصویریں ہی دیکھ لیں جن کو آج دوپہر کے بعد سراندیپ کے جزیرے میں راجہ کے ساتھ زندہ جلا دیا جائے ہے۔

تھیوسانگ محل کی دیوار کے پاس آ گیا۔ لوگ بڑے شوق

ے رانیوں کی تصویریں دیکھ رہے تھے۔ یہ تصویریں پتھر ے پانچ چھ فٹ اونچے ٹکڑے پر راجہ کے شاہی مصور ے برش اور رنگوں سے بنائی تھیں۔ یہ سات رانیوں ی تصویریں تھیں۔ اور محل کی دیوار کے ساتھ لگی تھیں وگ انہیں خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔ تھیوسانگ بھی ریب جا کر دیکھنے لگا۔ پہلی رانی کی شکل نیپال کی عورتوں جیسی تھی۔ یہ رانی شاید نیپال کی کوئی راجکماری ہے۔ دوسری رانی کی تصویر سے معلوم ہوتا تھا کہ ملک حبشہ کی رہنے والی حبشی لڑکی ہے۔ تیسری رانی کی شکل آسام کی عورتوں سے ملتی جلتی تھی۔ چوتھی رانی کی تصویر کو دیکھتے ہی تھیوسانگ کا دل سینے میں زور سے اچھلا۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ اس نے زور سے آنکھیں ملیں اور دوبارہ تصویر کو دیکھا۔ یہ تصویر کیٹی کی تھی جو رانیوں ایسا شاہی لباس پہنے ہوئے تھی۔ سر پر سونے کا تاج تھا۔ گلے میں موتیوں کے ہار تھے۔ کانوں میں سرخ لعل چمک رہے تھے۔ بالکل کیٹی کی شکل تھی۔ بلکہ یہ کیٹی ہی تھی۔ تھیوسانگ نے ایک بار پھر آنکھیں کھول کر قریب سے تصویر کو دیکھا۔ یہ کیٹی کی تصویر تھی۔ جو شاہی لباس پہنے خاموش کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک ہلکی سی اداسی تھی۔ مصور نے تھوڑی دیر پہلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی اس کی یہ تصویر رنگوں اور برش کی مدد سے اس پتھر کی سلیٹ پر بنائی تھی - جب کہ کیٹی کو بھی دوسری رانیوں کے ساتھ راجہ کی لاش کے ساتھ آگ پر جلنے کے لیئے لے جایا جا رہا تھا -

تھیو سانگ نے گھبرا کر ایک آدمی سے پوچھا -

"یہ ... یہ ان رانیوں کی تصویریں ہیں نا جنہیں ستی کرنے لے جایا گیا ہے "

اس آدمی نے کہا -

" ہاں بھائی - یہ ہماری رانی ماتائیں ہیں جو آج دوپہر کے بعد ہمارے راجہ دیوتا کے ساتھ ستی ہو جائیں گی "

تھیو سانگ لوگوں کے ہجوم میں سے نکل کر سمندر کی طرف دوڑا - اسے اچانک یوں دوڑتے دیکھ کر لوگ حیران ہو کر اس طرف دیکھنے لگے - تھیو سانگ بھاگ رہا تھا - گلیوں، بازاروں، کھیتوں میں دوڑتے دوڑتے تھیو سانگ سمندر کے کنارے اس جگہ پہنچ گیا جہاں راجہ کی لاش اور اس کی سات رانیوں کو کشتیوں میں سوار کرا کر دور سمندر میں واقع سراندیپ جزیرے میں لے جانا تھا - تھیو سانگ سخت پریشان اور گھبرایا ہوا تھا - کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے کیٹی کو نہ بچایا تو شاہی محل کے لوگ اور سپاہی کیٹی کو بھی رانی سمجھ کر راجہ کی لاش کے ساتھ ہی جلا

ڈالیں گے اور اگر کیٹی کو آگ میں ڈال دیا گیا تو وہ زندہ نہ بچے گی - کیوں کہ اسے آگ ہی مار سکتی ہے - تھیو سانگ نے دیکھا کہ سمندر خالی پڑا تھا - معلوم ہوا کہ راجہ کی لاش اور ستی ہونے والی رانیوں کو لے کر کشتیاں جزیرہ سراندیپ کی طرف کب کی روانہ ہو چکی ہیں - صرف ایک بڑی کشتی وہاں کھڑی تھی - جس پر صندل اور زعفران کے تیل سے بھرے ہوئے بڑے بڑے کپے لادے جا رہے تھے - تھیو سانگ کے پتہ کرنے پر معلوم ہوا - یہ تیل کے کپے راجہ اور سات رانیوں کی چتا پر ڈالا جائے گا - تاکہ آگ زیادہ بھڑکے -

تھیو سانگ بوکھلا سا گیا - وہ ناگ ہوتا تو اڑ کر جزیرے میں پہنچ جاتا اور کیٹی کی جان بچا لیتا - مگر وہ اڑ نہیں سکتا تھا - ماریا کی طرح وہ غائب ہو کر ہوا میں بھی پرواز نہیں کر سکتا تھا - پھر وہ کیا کرے ... کیٹی کی کشتی بھی جزیرہ سراندیپ میں پہنچ گئی ہو گی - اسے رانی کے پاس ہی لکڑیوں کی چتا پر بٹھا دیا گیا ہو گا - اسے صرف ایک تسلی تھی کہ جب تک زعفران اور صندل کے تیل کے کپے جزیرے پر نہیں پہنچتے چتاؤں کی لکڑیوں کو آگ نہیں لگائی جائے گی - جس بڑی کشتی پر یہ تیل کے کپے لادے جا رہے تھے اس کے پاس سپاہیوں کا پہرہ تھا - کوئی آدمی اس کے قریب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی نہیں پھٹک سکتا تھا۔ تھیو سانگ صرف اسی کشتی پر سوار ہو کر جزیرہ سراندیپ پہنچ سکتا تھا۔

اس کے پاس سوچنے کے لیئے وقت نہیں تھا۔ کیونکہ کشتی چلنے والی تھی۔ صرف چار کپّے لادنے کے لیئے باقی رہ گئے تھے تھیو سانگ دوڑ کر ایک کپّے کے پیچھے بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی اس نے اپنی انگلی اپنے جسم کے ساتھ لگائی۔ وہ ایک دم سے انگلی کے برابر چھوٹا ہو گیا۔ پھر اس نے یہ کیا کہ تیل کے کپّے کے اردگرد جو رسی کا جال لپٹا ہوا تھا۔ اس میں گھس کر چھپ گیا مزدور آئے اور کپّے کے ساتھ اسے بھی اٹھا کر کشتی میں لے گئے اور کشتی میں دوسرے کپّوں کے ساتھ رکھ دیا۔ تھیو سانگ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ وہ کشتی میں سوار ہو گیا تھا اب اسے ایک ہی الجھن لگی تھی۔ کہ جلدی سے جزیرے پر پہنچ جائے۔

سپاہیوں نے کشتی کا لنگر اٹھایا اور حکم دیا کہ کشتی کو لے کر جزیرے پر پہنچا دیا جائے۔ بارہ[۱۲] ملاح چپو لے کر کشتی کے کنارے کنارے بیٹھ گئے اور انھوں نے چپو سمندر میں چلانے شروع کر دیئے۔ بارہ آدمیوں کے چپو چلانے سے بڑی کشتی نے تیزی سے سمندر میں بہنا شروع کر دیا۔ تھیو سانگ انگلی جتنے سائز کا بنا ہوا تیل کے کپّے کی رسیوں کے جال میں چھپ کر بیٹھا تھا۔ کشتی سمندر کی لہروں کو چیرتی ہوئی کافی رفتار

ے آگے ہی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ تھیو سانگ سوچ رہا تھا کہ یہ کیسے ہو گیا کہ کیٹی غائب ہو کر راجہ کے محل میں رانی بن کر ظاہر ہو گئی؟۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟۔ کیا کیٹی کو معلوم نہیں کہ وہ کیٹی ہے۔ رانی نہیں ہے۔ ضرور اس کی یادداشت بھی بدل دی گئی ہو گی۔ کیونکہ اگر اسے یہ معلوم ہوتا کہ وہ کیٹی ہے اور رانی نہیں ہے تو وہ ضرور راجہ کے محل ے بھاگ کر تھیو سانگ کے پاس کارواں سرائے میں آ جاتی۔ مگر وہ تو راجہ کے محل میں رانی بن کر بیٹھی تھی اور اب اپنی مرضی سے راجہ کی لاش کے ساتھ آگ میں جلنے جا رہی تھی۔ کم از کم وہ اس وقت ہی فرار ہو سکتی تھی۔ کیونکہ اب تو مرنے والی تھی اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی تھی کہ جس کسی نے بھی اس کی کایا پلٹ کی ہے اور اس پر طلسم کیا ہے۔ اس نے کیٹی کی پرانی یادداشت بھی گم کر دی ہے اور اب اسے بالکل یاد نہیں کہ وہ کیٹی ہے بلکہ وہ اپنے آپ کو راجہ کی رانی ہی سمجھ رہی ہے۔ لیکن ابھی اس کے بارے میں تھیو سانگ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ یہ کام اسی منگلا دیوی کا ہے۔ ضرور کیٹی نے رات کو باغ سے ناریل لا کر اسے توڑ کر کھا لیا ہو گا۔ جس سے منگلا دیوی کو غضب آ گیا اب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ کو یاد آیا کہ کاروان کی کوٹھڑی میں فرش پر جو میٹھا رس گرا ہوا تھا وہ اسی ناریل کا رس تھا جس کو کیٹی باغ سے اٹھا کر لے آئی تھی۔

تھیوسانگ کا ذہن بہت الجھن میں مبتلا تھا۔ اس کا دل تشویش میں گھرا ہوا تھا۔ وہ اڑ کر جزیرے پر پہنچ کر کیٹی کو آگ میں جلنے سے بچا لینا چاہتا تھا مگر کشتی سمندر میں چلی جا رہی تھی۔ اور ابھی جزیرے کا کہیں نام و نشان بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ آخر دُور سراندیپ کے جزیرے کے ساحل کے اونچے اونچے درخت نظر آنے لگے۔ کشتی تیزی سے کنارے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کنارے پر ایک گھاٹ بنا تھا جہاں شاہی خادم زرد رنگ کے کپڑے پہنے بیل گاڑیاں لیئے کھڑے تھے تاکہ کشتی میں سے صندل اور زعفران کے تیل کے کپے نکال کر میدان میں اس جگہ لے جائیں جہاں راجہ اور اس کی رانیوں کے لیئے چتا تیار تھیں۔

تھیوسانگ کپے کی رسی کے ساتھ اندر کی طرف چمٹا ہوا تھا۔ وہ اس قدر چھوٹا سا تھا کہ کسی کی اس پر نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔ کشتی کنارے کے ساتھ جا کر لگی تو کپوں کو کشتی سے نکال کر بیل گاڑیوں پر لادا جانے لگا۔ شاہی خادموں نے وہ کپا بھی اٹھا کر بیل گاڑی میں رکھ دیا جس کی رسیوں

کے ساتھ تھیوسانگ چمٹا ہوا تھا۔ یہ بیل گاڑیاں ان کپوں کو لے کر اس میدان کی طرف چل پڑیں جہاں راجہ کی لاش اور اس کی رانیوں کو جلانے کے لیئے آٹھ چتائیں تیار کی گئیں تھیں۔ صندل اور زعفران کے تیل کے یہ سارے کپے چتاؤں سے تھوڑے فاصلے پر درختوں کے نیچے رکھ دیئے۔ تھیوسانگ کو یہاں رسیوں میں سے کھسکنے کا موقعہ مل گیا۔ وہ لمبی لمبی گھاس کے اندر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا درخت کے پیچھے جا کر چھپ گیا۔ وہ سائز میں اتنا چھوٹا ہو گیا تھا کہ اس کو چھپانے کے لیئے دو پتے ہی کافی تھے۔ اس نے پتوں کی اوٹ سے میدان میں دیکھا۔

میدان میں چتائیں تیار تھیں۔ یہ آٹھ چتائیں تھیں۔ ایک درمیان میں تھی۔ جس پر راجہ کی لاش پھولوں سے ڈھکی ہوئی رکھی تھی ارد گرد سات چتائیں تھیں۔ یہ راجہ کی رانیوں کے لیئے تھیں جنہیں ان پر بٹھا کر زندہ جلایا جانے والا تھا۔ یہ چتائیں خالی تھیں۔ کچھ فاصلے پر سیاہ رنگ کے چار خیمے لگے تھے۔ ان کے باہر سپاہی تلواریں اٹھائے پہرہ دے رہے تھے۔ ضرور ستی ہونے والی رانیاں ان خیموں میں بند تھیں۔ تھیوسانگ لمبی گھاس میں دوڑتا ان خیموں کی طرف چلا۔ وہ تیز دوڑ رہا تھا مگر چونکہ وہ بہت چھوٹا ہو گیا تھا اس لیئے فاصلہ کم طے ہو رہا تھا۔ اسے خیموں کے پیچھے تک پہنچتے پہنچتے پانچ سات منٹ لگ گئے۔ بھکشو، برہمن اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پجاری راجہ کی لاش کے اردگرد چکر لگا کر بھجن گا رہے تھے۔ اور راجہ کی لاش پر گنگا کا پانی چھڑک رہے تھے۔ ایک طرف سے سپاہیوں کا دستہ آیا اور اس نے رانیوں کی چتاؤں کے آس پاس پہرہ لگا دیا۔ یہ اس خیال سے کہ کہیں رانیاں موت کے خوف سے ڈر کر بھاگنے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ کئی بار ایسے واقعات بھی ہوئے تھے کہ عورت کو خاوند کے ساتھ ستی ہونے کے لیئے لایا گیا تو وہ اپنا آپ چھڑا کر بھاگ گئی۔ پھر لوگوں نے اسے زبردستی پکڑ کر خاوند کی چتا میں بھڑکتی آگ میں ڈال دیا۔

تھیوسانگ چونکہ ایک انسانی انگلی جتنے سائز کا تھا اسی لیئے اسے فائدہ تھا کہ اسے آسانی سے دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ ایک خیمے کے نیچے سے ہو کر اس نے اندر جھانکا تو دیکھا کہ یہاں نیپالی شکل والی رانی کو عورتیں آگ میں ڈالنے کے لیئے تیار کر رہی تھیں۔ اسے پھولوں کے ہار ڈالے جا رہے تھے۔ تھیوسانگ دوسرے خیمے کی طرف بھاگا۔ وہاں بھی کیٹی نہیں تھی۔ چھٹے خیمے کا نیچے سے موٹا پردہ اٹھا کر دیکھا تو کیٹی چٹائی پر بیٹھی تھی۔ اس نے شاہی لباس پہن رکھا تھا اور عورتیں اسے پھولوں کے گہنوں سے سجا رہی تھیں۔ تھیوسانگ جلدی سے خیمے کے اندر گھس گیا۔ وہ ایک صراحی کے پیچھے چلا گیا۔ کسی عورت نے اسے نہ دیکھا۔ اسے خیال آیا کہ وہ بڑا ہو کر کیٹی کو یہاں سے بھگا کر لے جائے۔ مگر یہاں سے کیٹی کو بھگا کر لے جانا کوئی آسان نہیں۔ باہر سپاہی کھڑے تھے۔ ایک بات پر تھیوسانگ بہت پریشان تھا کہ کیٹی بڑے آرام سے بیٹھی تھی۔ جیسے اسے اپنے زندہ جلنے کا

کوئی افسوس نہیں۔ جیسے وہ ذہنی طور پر ستی ہونے کے لیئے بالکل تیار تھی۔ یہ بات تھیوسانگ کے خلاف جاتی تھی۔ کیونکہ اس سے ظاہر تھا کہ اگر تھیوسانگ نے کیٹی کو بھگانے کی کوشش کی تو وہ آگے سے مزاحمت کرے گی۔ پھر اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کیٹی نے اپنے آپ کو بے بس اور مجبور پا کر حالات سے سمجھوتہ کر لیا ہو مگر وہ آسانی سے سمجھوتہ کرنے والی نہیں۔

تھیوسانگ نے فیصلہ کیا کہ ابھی اسے بڑے سائز میں نہیں آنا چاہیئے اور وہ اس طرح رینگتا ہوا پھولوں کے اس ڈھیر کے قریب آ گیا جو کیٹی کی دائیں جانب پڑا تھا۔ یہ گیندے اور کنول کے پھول تھے۔ تھیوسانگ اس ڈھیر کے اندر گھس گیا۔ شاہی محل کی کنیزیں کیٹی کے بالوں میں کنگھی کر رہی تھیں۔ کوئی اس کے ہاتھوں میں پھولوں کے کنگن ڈال رہی تھی۔ جب یہ کنیزیں کیٹی کو تیار کر چکیں تو خیمے کا پردہ اٹھا کر باہر چلی گئیں۔ تھیوسانگ کو بڑا اچھا موقعہ مل گیا وہ ایک دم پھولوں کے ڈھیر سے نکل کر کیٹی کے سامنے آیا اور بولا

"کیٹی! میں تھیوسانگ ہوں۔ میں تمہاری مدد کرنے آ گیا ہوں۔ میرے ساتھ خیمے کے پیچھے سے ......"

ابھی اس کا فقرہ پورا نہیں ہوا تھا کہ کیٹی کا رنگ زرد ہو گیا۔ وہ چیخ مار کر بولی۔

"تم ---- تم بھوت ہو۔ بھوت ہو!"

تھیوسانگ کو یقین ہو گیا کہ کیٹی کی یادداشت معطل کر دی گئی ہے۔ اب اس کے پاس زیادہ سوچنے کے لیئے وقت نہیں تھا۔ وہ کیٹی کو وہاں سے اٹھا لے جانا چاہتا تھا۔ اس نے ایک سیکنڈ میں اپنی دوسری انگلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے جسم سے لگائی اور پورے انسانی سائز میں آگیا۔ ایک چھوٹے سے بونے آدمی کو یکدم بڑا ہوتے دیکھ کر کیٹی کی چیخ نکل گئی۔ تھیو سانگ نے دوسرے سیکنڈ کے اندر اندر اپنی انگلی کیٹی کے بازو پر لگا دی۔ انگلی کے لگتے ہی کیٹی تھیو سانگ کی انگلی جتنی ہو گئی۔ تھیو سانگ نے اسے اٹھا کر جیب میں ڈال لیا اور خیمے کے پچھلے پردے کی طرف لپکا۔ چاقو کی مدد سے پردہ پھاڑا اور باہر کود گیا۔ چیخ کی آواز سن کر پہلے کنیزیں خیمے میں آئیں۔ انھوں نے جو دیکھا کہ رانی غائب ہے تو انھوں نے شور مچا دیا۔

"رانی بھاگ گئی۔ رانی بھاگ گئی۔"

دس بارہ سپاہی تلواریں، نیزے لیتے خیمے کی طرف لپکے۔ انھوں نے خیمے کو گھیرے میں لے لیا۔ ایک سپاہی نے خیمے کے کپڑے کو پھٹے ہوئے دیکھا تو بولا۔

"رانی یہاں سے چاقو سے پردہ پھاڑ کر فرار ہوئی ہے۔"

دوسرا بولا۔

"وہ اس جنگل میں ہی ہو گی۔ اسے پکڑو نہیں تو مہامنتری کے حکم سے ہماری گردنیں اڑا دی جائیں گی۔"

سپاہی جزیرے کے چھوٹے سے جنگل کی طرف دوڑے۔ سارے جزیرے میں شور مچ گیا کہ رانی کوکلا فرار ہو گئی ہے۔ مہامنتری یعنی راجہ کا وزیر اعلیٰ بھی راجہ کی آخری رسوم کرنے کے لیے ایک خیمے میں موجود تھا۔ اس نے سنا تو غصے سے کانپتے ہوئے بولا۔

"رانی کوکلا کے بھاگ جانے سے ہمارے ملک پر دیوتاؤں کا عذاب نازل ہو گا اور راجہ کی آتما کو شانتی نہیں ملے گی۔ وہ اسی جزیرے پر ہو گی۔ جزیرہ زیادہ بڑا نہیں ہے۔ اسے فوراً پکڑ کر لاؤ۔"

تمام سپاہی جزیرے میں نکل کھڑے ہوئے۔ تھیو سانگ جانتا تھا کہ رانی کوکلا یعنی کیٹی کی تلاش بڑی سرگرمی سے شروع ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ ایک بہت بڑا واقعہ تھا کہ راجہ کی ایک رانی چتا سے بچ کر فرار ہو جائے۔ اسی وجہ سے دوسری رانیوں کو جلانے کا کام بھی روک دیا گیا۔ تھیو سانگ نے سوچا کہ اگر وہ پورے انسانی سائز میں جنگل میں چھپا رہا یا وہاں سے اس نے کسی کشتی میں بیٹھ کر فرار ہونے کی کوشش کی تو پکڑا جائے گا۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ چھوٹے سائز کا بن کر کسی جگہ چھپ جائے اور موقع ملتے ہی کیٹی کو لے کر وہاں سے نکل جائے۔

تھیو سانگ نے جیب میں دیکھا۔ کیٹی ننھی سی انگلی کا سائز بن چکی تھی اور وہ جیب میں بے ہوش تھی۔ چونکہ اس کی یادداشت کیٹی کی نہیں تھی اس لیے وہ چھوٹے سائز کی ہوتے ہی دہشت سے بے ہوش ہو گئی تھی۔ تھیو سانگ کو جنگل میں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ سپاہی رانی کوکلا کی تلاش میں آ رہے تھے۔ تھیو سانگ پورے انسانی سائز میں وہاں پکڑا جا سکتا تھا۔ اس نے جھاڑیوں کے پیچھے سے دیکھا کہ راجہ کے سپاہیوں کا ایک دستہ گھوڑوں پر سوار اسی طرف چلا آ رہا تھا۔ وہ ایک ایک جھاڑی میں نیزے مار کر دیکھ رہے تھے کہ رانی کوکلا کہیں وہاں تو نہیں چھپی ہوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے فوراً اپنی انگلی جسم سے لگائی اور وہ اپنی انگلی کے برابر ہو گیا۔ اس نے جیب میں دیکھا تو کیٹی اسی حساب سے چاول کے دانے جتنی چھوٹی ہو چکی تھی۔

تھیوسانگ جھاڑیوں کی جڑوں کے قریب سے گذر کر درخت کے تنے کے اندر کھوکھلی جگہ میں گھس کر چھپ گیا۔ جب سپاہیوں کا دستہ جھاڑیوں میں نیزے مارتا آگے نکل گیا تو تھیوسانگ درخت کے تنے کے اندر سے نکلا اور سوچنے لگا کہ وہ کس طرف جائے، اس کی منزل سمندر کا ساحل تھا جہاں کشتیاں کھڑی تھیں۔ یہ شاہی کشتیاں تھیں اور انہیں واپس جانا تھا لیکن جب تک راجہ کی لاش کے ساتھ اس کی رانیوں کو ستی نہیں کر دیا جاتا یہ کشتیاں سپاہیوں اور مہامنتری اور دیگر درباریوں اور کنیزوں کو لے کر واپس نہیں جا سکتی تھیں۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی کشتی کسی وقت کسی خاص کام سے واپس جائے۔ وہ اس میں سوار ہو کر جزیرے سے فرار ہو سکتا ہے۔ لیکن کشتی میں جانا بہت مشکل کام ہے۔ اس کے باوجود تھیوسانگ کی منزل وہاں سے جانے والی کوئی کشتی ہی تھی۔

اس نے اندازے کے مطابق ساحل کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ دیر تک جنگل کی اونچی گھاس میں چلتا رہا۔ چونکہ وہ چھوٹا سا تھا۔ اس کے قدم بھی چھوٹے چھوٹے تھے اس لئے اسے ساحلِ سمندر تک پہنچتے پہنچتے سورج غروب ہو گیا۔ درختوں کے پیچھے سے اسے سمندر نظر آنے لگا۔ جس پر ڈوبتے سورج کی سنہری کرنیں پڑ رہی تھیں۔ بائیں جانب

گھاٹ تھا جس پر کتنی ہی شاہی کشتیاں اور بجرے کنارے پر لگے تھے اور سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ ایک طرف وہ بڑی کشتی بھی کھڑی تھی جس میں تیل کے کپوں کو لاد کر لایا گیا تھا اور جس میں چھپ کر تھیوسانگ اسی جزیرے پر پہنچا تھا۔

تھیوسانگ نے اوپر نگاہ اٹھائی۔ جس درخت کے نیچے وہ کھڑا تھا اس کی شاخوں پر جنگلی بیلیں نیچے تک لٹک رہی تھیں۔ تھیوسانگ اتنا چھوٹا تھا کہ جو گھاس ہمارے ٹخنوں تک آتی وہ اس کے اندر پورے کا پورا چھپ گیا تھا۔ تھیوسانگ درخت پر چڑھ نہیں سکتا تھا کیونکہ درخت کا تنا اوپر تک گول اور صاف تھا۔ وہ درخت پر لٹکتی بیل کو پکڑ کر اوپر چڑھ سکتا تھا۔ اس نے ایک لٹکتی شاخ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اچھل کر ٹانگیں اس کے ساتھ چمٹا دیں۔ پھر وہ آہستہ آہستہ اوپر چڑھنے لگا۔ کافی محنت اور وقت کے بعد تھیوسانگ درخت کی اونچی شاخ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ اگرچہ اس کا سانس پھول گیا تھا مگر اسے تھکاوٹ محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے شاخوں کے پتوں کو ادھر اُدھر ہٹا کر ساحل کی طرف دیکھا۔

یہاں سے ساحل پر کھڑی کشتیوں اور دور میدان کے ایک حصے کو دیکھ سکتا تھا۔ وہاں چتا پر راجہ کی لاش اسی طرح پڑی تھی اور پجاری بھجن گا رہے تھے۔ مہامنتری اپنے خیمہ کے باہر تخت پر پریشان بیٹھا تھا۔ اسے اس بات کی بے حد تشویش تھی کہ رانی کو کلا یعنی کیٹی ابھی تک نہیں ملی تھی اور اس کے بغیر دوسری رانیوں کو بھی جلایا نہیں جا سکتا تھا۔ پنڈت، پروہت بھی گھبرائے ہوئے تھے۔ کیونکہ راجہ کی لاش کو جلانے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیر ہو رہی تھی۔ یہ اچھا شگون نہیں تھا۔ مہامنتری نے شاہی پروہت کو کہا "مہاراج! اگر رانی کوکلا نہ ملی تو راجہ کی دوسری رانیوں کو راجہ کی لاش کے ساتھ جلانے میں کیا حرج ہے۔"

شاہی پروہت نے کہا۔

"مہامنتری جی! آپ سورج غاب ہو گیا ہے۔ کل سورج غروب ہونے سے پہلے اگر رانی کوکلا نہ ملی تو ہم راجہ کی لاش کو جلا دیں گے۔"

مہامنتری نے اسی وقت حکم دے دیا کہ راجہ کی لاش کے گرد شاہی پہرہ لگا دیا جائے۔ اور رانی کوکلا کو تیزی سے تلاش کیا جائے۔ تھیوسانگ چھوٹے سائز کا بنا درخت کی شاخ پر بیٹھا یہ سارا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ شاہی فوج نے راجہ کی چتا اور ان خیموں میں جن میں باقی چھ رانیاں تھیں اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔ شام کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ مگر ساحل پر کشتیاں اسی طرح کھڑی تھیں۔ کوئی کشتی لنکا شہر کے ساحل کی طرف نہیں جا رہی تھی۔ تھیوسانگ دیر تک درخت کی شاخ پر چپ چاپ بیٹھا رہا۔ کیٹی اس کی جیب میں تھی۔

رات کا اندھیرا جب چاروں طرف چھا گیا تو تھیوسانگ نے دیکھا کہ کچھ غلام مشعلیں ہاتھ میں لیے ایک کشتی میں آکر دو قطاروں میں کھڑے ہو گئے۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ کشتی کسی شاہی شخصیت کو لے کر واپس جا رہی ہے۔ تھیوسانگ جلدی سے بیل کی لٹکتی شاخ کے ذریعے درخت سے نیچے اتر آیا اور گھاس میں سے ہو کر تیزی سے کشتی کی طرف بڑھا اندھیرے میں بے خوفی سے بھاگ رہا تھا۔ کیونکہ اسے اندھیرے میں کوئی

نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آخر وہ بڑی شاہی کشتی کے قریب پہنچ گیا۔ یہاں کشتی میں مشعلوں کی روشنی تھی مگر کشتی کے باہر اندھیرا تھا۔ کشتی ساحل کی ریت پر ایک رسے سے بندھی تھی۔ کشتی کا پیندا تھیوسانگ کے لیے کافی اونچا تھا۔ اس لیے کہ وہ خود بہت چھوٹا ہو گیا تھا کشتی کا پیندا اسے ایک بلند دیوار کی طرح لگ رہا تھا۔ اگرچہ یہاں اندھیرا تھا مگر وہ اوپر نہیں چڑھ سکتا تھا۔ وہ بے بس ہو کر اِدھر اُدھر تک رہا تھا کہ اس کی نظر ایک غلام پر پڑی جو اپنے کاندھے پر ایک سرخ قالین رکھے کشتی کی طرف چلا آ رہا تھا۔ قالین کے ساتھ ریشمی کپڑا لٹک رہا تھا۔ اس ریشمی کپڑے کی ایک جھالر زمین پر گھسٹتی چلی جا رہی تھی۔ تھیوسانگ نے اسے اپنا نشانہ بنا لیا۔ جونہی غلام قالین لے کر پہنچا تو تھیوسانگ نے اچھل کر کمخواب کے پیچھے لٹکتی ریشمی جھالر سے چمٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے آپ کو ریشمی کپڑے کے اندر چھپا لیا وہ اتنا چھوٹا سا تھا کہ غلام کو ذرا بھی اس کا بوجھ محسوس نہ ہوا۔ وہ قالین لیے کشتی میں سوار ہوا اور قالین کو کشتی کے لکڑی کے فرش پر کھول دیا۔ اس کے کھولتے ہی تھیوسانگ تیزی سے لپک کر کونے میں ایک سپاہی کے بہت بڑے پاؤں کے پیچھے جا کر چھپ گیا۔ اتنے میں راجہ کا مہامنتری اپنے درباریوں کے ساتھ کشتی میں آکر سوار ہو گیا اور کشتی واپس لنکا کے ساحل کی طرف روانہ ہو گئی۔ جب کشتی رات کے اندھیرے میں سمندر میں سفر کرتی لنکا کے ساحل کے ساتھ آکر لگ گئی تو تھیوسانگ کشتی کے کونے میں قالین کی ایک تہہ کے نیچے چھپا ہوا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ اس نے تھوڑا سا سر نکال کر دیکھا۔ جا منتری کی سواری کشتی سے
اتر کر ساحل کی طرف جلوس کی شکل میں جا رہی تھی۔ جب یہ سواری
چلی گئی اور کشتی خالی ہو گئی تو تھیوسانگ نے ادھر ادھر کا جائزہ لیا۔ کشتی
کے پاس ہی ریت پر دو سپاہی نیزے لیئے پہرہ دے رہے تھے۔

تھیوسانگ کو ان کے قریب سے گزرنا تھا۔ یہ خطرناک بات تھی
وہاں کشتی کے کونے پر ایک بڑی مشعل روشن تھی۔ جس کی روشنی
پر اسے دیکھا جا سکتا تھا۔ تھیوسانگ کچھ دیر کشتی میں ہی قالین کے
کنارے چھپا بیٹھا رہا۔ اسے خوشی تھی کہ وہ کیٹی کو موت کے منہ سے
نکال کر لے آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک سپاہی پہرہ دیتے دیتے ٹہلنے
لگا۔ پھر انھوں نے چل پھر کر پہرہ دینا شروع کر دیا۔ تھیوسانگ موقعہ
کی تاک میں تھا۔ جونہی اس نے دیکھا کہ سپاہی کشتی سے ذرا دُور
چلے گئے ہیں تو وہ کشتی کے کونے پر آیا۔ یہاں اس نے رسی کو پکڑا
اور نیچے ریت پر چھلانگ لگا دی۔ وہ ایک چھوٹے سے چوہے کی طرح
ریت پر گرا اور گرتے ہی وہ درختوں کی طرف بھاگا۔

اتفاق سے ایک سپاہی کی نظر پڑ گئی۔ اس نے جو انگلی کے برابر
سائز کے آدمی کو دوڑتے دیکھا تو وہیں بت بن کر رہ گیا۔ پھر اپنی
آنکھیں زور سے ملیں اور غور سے دیکھا۔ اتنی دیر میں تھیوسانگ
ناریل کے درخت کے اندھیرے میں غائب ہو چکا تھا۔ سپاہی نے سر
کو جھٹک کر اپنے ساتھی سے کہا۔ "تم نے دیکھا"
دوسرا بولا۔ "کیا دیکھا؟" پہلے سپاہی نے ایک بار پھر اپنا سر جھٹکا اور بولا۔

"کچھ نہیں۔ کچھ نہیں دیکھا۔ میرا وہم تھا۔"
بلا اسے یقین آ سکتا تھا کہ ایک انسان انگلی کے برابر کا بھی ہو سکتا ہے۔
وہ اسے اپنا وہم ہی سمجھا تھا۔ کہنے لگا۔

"بھائی! میں پہرہ دیتے دیتے تھک گیا ہوں۔ مجھے عجیب عجیب
چیزیں نظر آنے لگتی ہیں۔ مثلاً میں نے ابھی اپنی چھوٹی انگلی
کے برابر ایک آدمی کو بھاگتے دیکھا۔"
دوسرا سپاہی قہقہہ لگا کر بولا۔
"میرا خیال ہے کہ تم تھوڑی دیر آرام کر لو۔ نہیں تو تمہیں ہاتھی گھوڑے
چوہے دکھائی دینے لگیں گے۔"

یوسانگ ناریل کے درختوں میں دوڑتا چلا گیا۔ اس کا فاصلہ زیادہ
طے نہیں ہو رہا تھا۔ پھر بھی وہ ساحل سے اس جگہ آ گیا۔ جہاں مچھیروں
کی جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ مچھیرے جھونپڑیوں کے اندر سو رہے تھے
یوسانگ چلتے چلتے ناریل کے درختوں سے نکل کر کچی سڑک پر آ گیا
یہ سڑک شہر کی دیوار کے ساتھ ساتھ اندر جاتی تھی۔ تھیوسانگ شہر
کے اندر نہیں جانا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ اس سڑک کو چھوڑ کر ساحل
سمندر کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف چل پڑا۔ وہ شہر کے باہر
کسی ویران جگہ میں جا کر رات گذارنا چاہتا تھا۔ وہ ابھی کیٹی
کو بڑا بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ بڑے ہوتے
ہی کیٹی شور مچا دے گی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کیٹی اپنے آپ کو
رانی کو کلا سمجھ رہی تھی۔ جب وہ مچھیروں کی جھونپڑی سے کافی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دور چلا گیا تو تھیو سانگ رک گیا۔ اس کی ایک جانب سمندر کافی فاصلے پر تھا۔ دوسری جانب اندھیرے میں شہر کی دیوار دائیں طرف کو گھوم رہی تھی۔ یہاں اندھیرا تھا۔ تھیو سانگ نے اپنے جسم کو دوسری انگلی لگائی اور وہ اپنے پورے قد کے برابر ہو گیا۔ اس نے جیب میں جھانک کر دیکھا۔ کیٹی کا سائز بھی اب اس کی انگلی کے برابر ہو گیا تھا۔ مگر وہ ابھی تک بے ہوش تھی۔ تھیو سانگ نے اب کاروان سرائے کی طرف جانے کی بجائے اس طرف چلنا شروع کر دیا جہاں بانس کے درختوں کے گھنے جنگل میں پرانے تالاب تھے۔ ایک تالاب کے قریب آ کر تھیو سانگ نے کیٹی کو جیب سے نکالا۔ وہ ہوش میں آ گئی اور تڑپنے لگی۔ وہ رانی کے شاندار لباس میں تھی۔ اس نے غصیلی آنکھوں سے تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور چیخ کر کہا۔

"تم کون جادوگر ہو؟ مجھے میرے راجہ کی لاش سے اٹھا کر یہاں کیوں لائے ہو۔ مجھے اپنے راجہ کی لاش کے ساتھ جلنے دو۔ میں رانی کوکلا ہوں۔ مجھے اپنے راجہ کی لاش کے ساتھ جل جانے دو۔"

یہ کہہ کر کیٹی سمندر کی طرف دوڑنے لگی۔

اس کے بعد کیا ہوا؟ عنبر، ناگ، ماریا یہاں کیسے پہنچے؟ کس حالت میں پہنچے یہ آپ اگلی قسط نمبر ۱۳۴ "ماریا کھوپڑی میں" پڑھیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی 4/50
۱۰۲ غیبی خلائی شیطان 4/50
۱۰۳ ماریا دوزخ میں 4/50
۱۰۴ خلائی کمرہ 4/50
۱۰۵ مُردوں کا ستارہ 4/50
۱۰۶ خونخوار انسانی کھوپڑی 4/50
۱۰۷ خطرناک طلسمی روشنی 4/50
۱۰۸ ہیبت ناک قلعہ 4/50
۱۰۹ غیبی شیشہ 4/50
۱۱۰ ماتا دیوی کا گدھ 4/50
۱۱۱ آدھی عورت آدھا سانپ 4/50
۱۱۲ آدمی اور خلائی مخلوق 4/50
۱۱۳ عنبر اور زندہ لاش 4/50
۱۱۴ کیٹی اور طوفانی رات میں 4/50
۱۱۵ خطرناک تجربہ 4/50
۱۱۶ سانپ کا قیدی 4/50
۱۱۷ سانپ کی چھلانگ 4/50
۱۱۸ مُردے کی موت 4/50
۱۱۹ قبر کا ہاتھ 4/50
۱۲۰ جزیرے کا بھوت 4/50
۱۲۱ خوفناک مقابلہ 4/50
۱۲۲ ماریا کا پتلا 4/50
۱۲۳ مینار کا بھوت 4/50
۱۲۴ انسانی تیندوا 4/50
۲۲۵ غیبی لاش (خاص نمبر) ۳/-
۱۲۶ خونی راز 4/50
۱۲۷ سرکٹا ناگ 4/50
۱۲۸ عنبر کی قبر 4/50
۱۲۹ چاہ بابل کے قیدی 4/50
۱۳۰ منحوس مورتیاں 4/50
۱۳۱ ہالگتی ناگن 4/50
۱۳۲ قبرستان کی ڈراؤنی رات 4/50
۱۳۳ منگلا دیوی کا ترشول 4/50
۱۳۴ ماریا کھوپڑی میں 4/50
۱۳۵ آسیبی چیخ 4/50
۱۳۶ باپ کی خوشبو 4/50

عنبر ناگ ماریا کیٹی اور خلا میں

اے حمید

اقرأ
نیا مکتبہ اقرأ
بی شاہ عالم مارکیٹ ● لاہور-۸